خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

سوموار 08 نومبر 2021ء | 02 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 08 نبوت 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:265

فرمانِ رسول ﷺ

کمزوری کی پردہ پوشی کا اجر

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّأَى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنِ اسْتَحْيَا مَوْءُوْدَةً مِّنْ قَبْرِهَا۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
جس نے کسی کی کمزوری دیکھی اور اس کی پردہ پوشی کی اس نے گویا کسی زندہ درگور لڑکی کو قبر سے نکالا اور اسے نئی زندگی بخشی۔

(السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب الرجم باب الترغیب فی ستر العورۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو

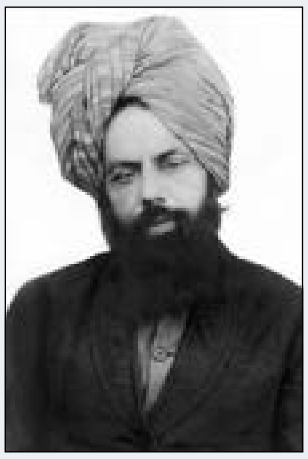

’’ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک مُلّاں نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اُس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔ جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔ جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر مَیں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی۔ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔ متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے۔ خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا۔ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریاکاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟ سعید اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متاثر ہوں گے۔ نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربّانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ جمیع اخلاق کے مُتَمِّم ہیں۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔ اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے۔ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسروں پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں۔ لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔

بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں۔ ان باتوں سے پرہیز کرو۔ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی، ہمسایوں سے نیک سلوک کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 572۔ 573 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۰﴾

(النور: 20)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو ایمان لائے بے حیائی پھیل جائے اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور اللہ جانتا ہے جبکہ تم نہیں جانتے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کا یہ تصور پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اگر پردہ پوشی کا یہ تصور ہوتا تو مثلاً عیسائیوں میں کفارے کا مسئلہ نہ ہوتا۔ اور اسی طرح آریوں میں جونوں کا تصور نہ ہوتا کہ سزا جزا کے لئے اس دنیا میں اور اَور شکلوں میں آنا ضروری ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 126-127 جدید ایڈیشن)

پس اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی ستاری کا یہ تصور پیش کرتا ہے جس کا اظہار اس دنیا میں بھی ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ لیکن اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لے لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ پردہ پوشی کو پسند فرمایا ہے اور بندے کو یہ کہہ کر بخش دیا کہ تمہاری میں نے اس دنیا میں بھی پردہ پوشی فرمائی تھی یہاں بھی پردہ پوشی کرتے ہوئے بخش دیتا ہوں تو اس بات سے ہم بے لگام ہو جائیں کہ بُرے اور بھلے کی تمیز نہ رہے کیونکہ بخشے تو جانا ہی ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔ برائیاں بھی کر لیں اور گناہ بھی کر لیں۔ جو چاہے کرتے پھریں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کے پردے اس قدر ہیں کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو، مومن کو اس کی پردہ پوشی فرمانے کے لئے پردوں میں لپیٹا ہوا ہے۔ ایک مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے پھٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ مستقل گناہ کرتا چلا جاتا ہے تو لکھا ہے کہ کوئی پردہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کو چھپاؤ تو وہ اپنے پروں سے اسے گھیر لیتے ہیں۔ یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح ستاری فرما رہا ہے۔ لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کے سلوک پر اپنی حالت کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرماتا ہے۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ فرشتوں کے اس بندے کو چھپانے کے بعد اگر وہ شخص توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کے پردوں کو جو اُٹھ گئے تھے واپس لوٹا دیتا ہے بلکہ ہر پردے کے عوض مزید نو(9) پردے عطا فرما دیتا ہے تا کہ اس کی بخشش کے سامان ہوتے رہیں۔ اس کی پردہ پوشی ہوتی رہے۔ لیکن اگر

بقیہ صفحہ 9 پر

اس شمارہ میں

- ربوہ ربوہ اے! (منظوم)
- الفضل کی محبت پیدا کرنے کا کریڈٹ (اداریہ)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

ربوہ، ربوہ اے!

بزبان حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

کچھ روز قبل الفضل آن لائن میں ایک مضمون پڑھا جس میں لکھا تھا کہ ربوہ کے ذکر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ’’لوگ کہتے ہیں لاہور، لاہور اے! مگر میں تو کہتا ہوں کہ ربوہ، ربوہ اے! یہ پڑھ کر دل کی جو کیفیت تھی، وہ بزبانِ حضور منظوم شکل میں پیش ہے۔ (خاکسار، آصف محمود باسط)

وہ بستی رات کے سجدوں سے جب ابھرتی تھی
صدائے صل علیٰ سے سحر اترتی تھی
گلی گلی کئی جگنو سے جگمگاتے تھے
نمازیوں کے قدم مسجدوں کو جاتے تھے
ابھی اندھیرا ہی ہوتا، دکانیں کھل جاتیں
تمام چیزیں ضرورت کی ان سے مل جاتیں
ضرورتیں بھی ہماری کہاں زیادہ تھیں؟
کہ زندگی کی ادائیں بہت ہی سادہ تھیں
تلاوتوں کی صداؤں سے دن نکلتا تھا
یوں شب گزیدہ اندھیرا سحر میں ڈھلتا تھا
جہاں افق پہ ذرا روشنی نظر آتی
تو زندگی بھی در و بام پر اتر آتی
پھر آفتاب جو ہمراہ لے کے دھوپ آتا
ہمارے شہر محبت پہ کیسا روپ آتا
کہیں پہ جانبِ مکتب رواں دواں ہیں قدم
ہیں نونہال اگرچہ، مگر جواں ہیں قدم
لو دفتروں کی عمارت میں گھنٹہ گونج اٹھا
حیاتِ نو سے بدن ذرہ ذرہ گونج اٹھا
اور اب تو شام تک کارِ جہاں کا راج ہوگا
سبھی کے سر پہ وقارِ عمل کا تاج ہوگا
کوئی اشاعت و تصنیف میں مگن ہوگا
کوئی فتاویٰ کی تالیف میں مگن ہوگا
کہیں پہ دین کی تدریس چل رہی ہوگی
کہیں کتاب میں تحقیق ڈھل رہی ہوگی
کہیں پہ روز کے اخبار چھپ رہے ہوں گے
خیال تجربہ گاہوں میں کھپ رہے ہوں گے
سوال کوئی کسی کو ہوا ہے ذہن نشین
تو کتب خانے میں جا کر ہوا پناہ گزین
اسی طرح مری بستی میں دن گزرتا تھا
ہر ایک، کام سے صبح کو شام کرتا تھا
ہر ایک کام نمازوں کے گرد گھومتا تھا
وہ شہر عشقِ الٰہی میں جیسے جھومتا تھا

———————

میں اپنی بستی سے باہر بھی جاتا رہتا تھا
پر اس کی یاد کا دریا بھی ساتھ بہتا تھا
جہاں کہیں بھی گیا، لوٹ کر وہیں پہنچا
واں ابتلا بھی گر آیا، تو دکھ نہیں پہنچا
پھر ایک دن مجھے بستی سے دور جانا پڑا
اک امتحان تھا، مجھ کو ضرور جانا پڑا
مجھے یقین تھا میں جلد لوٹ آؤں گا
بھلا میں چھوڑ کر اس کو کہاں پہ جاؤں گا
بچھڑتے وقت میں جوں جوں قدم اٹھاتا تھا
وہ شہر میرے بدن سے لپٹتا جاتا تھا
کہ جیسے کہتا ہو کیوں جا رہے ہو، لوٹ آؤ
خدارا مجھ کو تم ایسے نہ چھوڑ کر جاؤ
مگر وہ وقت کڑا تھا، سو میں بھی چلتا رہا
وہ بن کے ریت مرے ہاتھ سے پھسلتا رہا
ہزاروں میل کی لمبی اڑان تھی درپیش
کسے خبر تھی کہ رہنی ہے یہ ہمیشہ ہمیش
مرے وجود سے مَس ہو گیا تھا حرفِ کُن
مشامِ جاں میں بسا دی گئی تھی ایک ہی دھُن
خدا کی ذات کا دنیا کو میں نشاں دے دوں
میں کُل جہان میں توحید کی اذاں دے دوں
میں شہر شہر گیا، اپنے شہر جا نہ سکا
جو لوٹ آنے کا وعدہ تھا، وہ نبھا نہ سکا
مگر وہ شہر مرے روح و تن میں بستا ہے
میرا خیال اسی کے چمن میں بستا ہے

———————

جہاں بھی جاؤں، تجھے دل میں لے کے جاتا ہوں
میں مُلک مُلک، ترا بیج بو کے آتا ہوں
کہ تیرے جیسا نہیں کوئی، یہ صدا ہے مری
کہ تیری شان سلامت رہے، دعا ہے مری

آصف محمود باسط۔ لندن

اداریہ

الفضل کی محبت پیدا کرنے کا کریڈٹ

ایڈیٹر کے نام ایک خط پر تبصرہ

روز نامہ الفضل آن لائن کی ایک مستقل قاریہ اور جماعت احمدیہ کی معروف اور منجھی ہوئی انشاء پرداز و مضمون نگار، ادیب اور شاعرہ نے کینیڈا سے خاکسار کے نام ایک تفصیلی خط (جو نجی نوعیت کا بھی ہے) میں لکھا ہے کہ ’’جس طرح سے آپ نے دنیا بھر کے احمدیوں کے دلوں میں روزنامہ الفضل کی محبت پیدا کی ہے۔اور خدا تعالیٰ کے فضل سے روز بروز وہ محبت بڑھتی اور توانا ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے وہ آپ کی طرف سے ایک صدقہ جاریہ ہے۔‘‘

الفضل کی ترقی اور خلافت کا دست و بازو ہونے کے حوالے سے اس طرح کے کئی تبصرے دوسری جگہوں سے بھی موصول ہو رہے ہیں۔مجھے اپنے قارئین کے تعریف و توصیف پر مبنی ان الفاظ سے قطعی طور پر اتفاق نہیں ہوتا۔دلوں کا معاملہ اور ان کا کنٹرول اس خدائے عزو جل کے ہاتھ میں ہے جس کی صفات میں سے ایک صفت ’’مقلب القلوب‘‘ بھی ہے جو دلوں کی پاتال تک نہ صرف نگاہ رکھتا ہے بلکہ دلوں کے احوال اور ان میں موجود کیفیات کے مطابق خدا تعالیٰ انسانی قلب و ذہن میں تبدیلی لاتا رہتا ہے۔

ہاں اس کے پیچھے اسلام اور احمدیت کی خاطر اخلاص اور تڑپ رکھنے والے وہ غیر معمولی اہمیت کے حامل وجود ہوتے ہیں جو راتوں کو جاگ کر الفضل کی ترقی و ترویج کے لئے دعائیں اور معاونت کرتے ہیں۔ان میں سب سے اول مبارک وجود ہمارے امام عالی جناب پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں جن کی دعاؤں اور خصوصی توجہ سے جماعت کو یہ بہاریں دیکھنی نصیب ہوئیں کہ جس اخبار کی پاکستان میں پرنٹنگ کی اشاعت مخالفین کو 9,8ہزار کی تعداد میں بھی نہ بھاتی تھی اور اتنی دکھتی تھی کہ اسے مختلف حیلوں، بہانوں سے بند کر کے چین کا سانس لیتے۔آج اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان اور اس عظیم رہنما آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں روزنامہ الفضل اپنے ایک صدی سے زائد عرصہ کے تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے آن لائن کی دنیا میں روز بروز ترقی کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے اور اوپر بیان کی گئی تعداد سے 20 گنا سے کہیں زیادہ اس روحانی جریدہ کے قارئین کی تعداد ہے۔

ہاں ہاں اس عظیم رہنما کی سرکردگی میں جن کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم کا اس اخبار کے آغاز پر قیمتی زیور قربان کر دیا گیا تھا، اور آپ صغر سنی میں ہی الفضل کی آبیاری اور مضبوط بنیادوں کے لئے مالی قربانی کرنے والی ان مبارک ہستیوں کی فہرست میں شامل ہوگئیں، جنہوں نے اس روحانی نہر کو پانی سے بھرنے اور آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا فرمایا۔ فجزاھا اللہ تعالیٰ خیراً فی الاخرۃ۔

دوسرے نمبر پر اس کا کریڈٹ پاکستان کے ان مظلوم و معصوم احمدیوں کی دعاؤں اور قربانیوں کو جاتا ہے جن کے منہ سے جماعت کے شدید ترین معاندین نے روحانی نوالہ چھینا اور اس اخبار کی اشاعت پر پابندیاں لگائیں تا کہ لوگ روحانی لحاظ سے بھوکے مر جائیں۔اللہ کے دربار میں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔اسی پاک ذات کے فضل و رحم سے الفضل ایک ایسی نہر ہے جو روحانی پیاسوں کو سیراب کرتی چلی آرہی ہے، سیراب کرتی جارہی ہے،اور ان شاء اللہ تا قیامت جب تک جماعت احمدیہ قائم ہے اور پیشگوئیوں کے مطابق ان شاء اللہ تا قیامت قائم و دائم رہے گی۔تب تک یہ روحانی نہر لوگوں کے لئے سیرابی کا باعث بنتی رہے گی۔ان شاء اللہ۔

کیا کسی کے منہ سے نوالہ چھیننے سے خدا اپنی مخلوق (جو اس کو بہت پیاری ہے) کو بھوکا مار دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔اللہ تعالیٰ تو روزانہ مادی طیور، چرند اور پرند کے لئے غذا کے سامان پیدا فرماتا ہے، یہاں تک کہ پتھر میں موجود کیڑوں کو بھی زندہ رکھنے کے سامان کرتا ہے، پھر روحانی طیور کو کیوں کر ان کی غذا کی فراہمی روکے گا؟ مخالفین نے پاکستان میں ایک در بند کیا اور اپنی بدترین کوششوں سے زمینی اشاعت کو بزعم خود بند کرنے کی کوشش کی۔اللہ تعالیٰ نے ان زمینی رسائی رکھنے والوں کے چنگل سے جماعت احمدیہ کے پیارے اور چہیتے آرگن الفضل کو نکال کر آسمانی وسیع و عریض حدود میں داخل کر دیا جہاں ان نام نہاد لوگوں کی رسائی نہیں ہوسکتی۔اور اب روزانہ ہر صبح آسمان سے روحانی، اخلاقی اور علمی مائدہ پر مشتمل روزنامہ الفضل آن لائن کی صورت میں آکر لاکھوں پیاسوں کی سیرابی کا موجب بن رہا ہے۔

اس جگہ خاکسار کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ایک معروف اور بلیغ نکات کی حامل نظم کا ایک شعر یاد آرہا ہے۔حضورؒ فرماتے ہیں

خونِ شہیدانِ امت کا اے کم نظر
رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا

الفضل بھی اب اگر ایک جگہ سے بند ہوا ہے تو دوسری طرف نئی شان و شوکت سے زندہ ہوا ہے اور مندرجہ بالا شعر کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے اس کو بند کئے جانے کے باوجود رائیگاں نہیں جانے دیا۔اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا زندہ و تابندہ فرمادیا ہے کہ دنیا بھر کے احمدی گھرانوں میں الفضل آن لائن کی محبت کے چرچے ہو رہے ہیں اور روحانی دنیا کے احمدی طیور اسے پڑھ کر جہاں اپنی علمی پیاس بجھاتے جارہے ہیں وہاں اس روحانی مائدہ تیار کرنے والوں کے لئے اور الفضل کی ترقی، پھلنے، پھولنے اور پھیلنے کے لئے دعائیں کرتے نظر آرہے ہیں۔

دلوں میں الفضل کی محبت پیدا کرنے کا تیسرے نمبر پر کریڈٹ خود قارئین کو بھی جاتا ہے۔الفضل تو اپنے اپنے ملکوں کے مطابق ہر صبح نقارہ بجاتا ہوا داخل ہوتا ہے تو قارئین اپنی پسند کے مطابق آیت، حدیث ،ارشادات حضرت مسیح موعودؑ۔فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ، مضامین، آج کی دعا، چھوٹی مگر سبق آموز بات اور اداریوں کو اپنے عزیزوں دوستوں کو سینکڑوں کی تعداد میں بھجواتے ہیں۔اپنے موبائل فون کے اسٹیٹس پر لگاتے، ٹویٹر، فیس بک اور انسٹاگرام پر لگا کر اس اخبار کو عام کرنے اور اس کا پرچار کرنے میں حصہ ڈال رہے ہوتے ہیں۔

مجھے تو اس وقت بہت تعجب ہوتا ہے جب دنیا کے بعض حصوں میں جیسے شمالی و جنوبی امریکہ، اٹلانٹا، کینیڈا اور آسٹریلیا وغیرہ سے احمدی احباب وخواتین الفضل کے بعض حصے Share کرتے ہیں جو ابھی الفضل کے ہیڈ آفس یعنی برطانیہ میں لانچ نہیں ہوا ہوتا۔کیونکہ یہ ریاستیں برطانیہ سے قریباً چھ گھنٹے آگے ہیں اور وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے پیارے اخبار کو آپ سے پہلے پڑھ لیا ہے۔تو قرآنی حکم مسابقت الی الخیر اس میں بھی جب نظر آتی ہے تو ان سب کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

پھر اس اخبار کی محبت پیدا کرنے کا چوتھے نمبر پر کریڈٹ دنیا بھر کے روحانی بھوکے پیاسوں کے لئے اس مائدہ کو تیار کرنے والے الفضل آن لائن کے انتظامی بورڈ ممبران اور دنیا بھر میں پھیلے مضامین ایڈٹ، کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کرنے والوں نیز متعدد ممالک میں پھیلے نمائندگان کو جاتا ہے جو رات دن اس کی ترویج کے لئے مساعی کرتے رہتے ہیں۔بعض ان میں سے گمنام رہ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش کے لئے خدمت میں مگن ہیں۔فجزاھم اللہ تعالی خیرًا کثیراً۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے آج الفضل کو دنیا بھر میں عام کرنے اور اس کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے جو سامان مہیا فرمائے ہیں ہم تمام اس کے حصے دار ہیں، پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اب جب اللہ تعالیٰ کے فضل کی ہوائیں عام ہوگئی ہیں، اس کے فضل کی صدائیں جب تمام دنیا میں سنائی دے رہی ہیں اور اس کے فضل کی ردائیں اپنے اندر سمونے کے لئے تمام دنیا میں پھیلا دی گئی ہیں تو ہم سب کو اس اپنے ہر دلعزیز اخبار، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی الفضل کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا اعجاز اور جماعتی آرگن الفضل کو اپنے سینوں میں اتارنے کے لئے پہلے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے۔اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کو اس مائدہ کا حصہ دار بنانا چاہئے تو اس کی درج ذیل ویب سائٹ اور دیگر Links سے اپنے رشتہ داروں، عزیز و اقارب اور دوستوں کو آگاہ کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور پہلے سے بڑھ کر الفضل آن لائن سے محبت کرنے کی توفیق سے نوازے آمین۔

www.alfazlonline.org

info@alfazlonline.org

Tel:Office

4020 5161 79 +44

editor@alfazlonline.org

Tel:Editor

159966 7376 +44

• ایپ اینڈرائیڈ فون

https://play.google.com/store/apps/details?id=org.alfazlonline.alfazlonline&hl=en_GB&gl=US

• ایپ Apple فون

https://apps.apple.com/gb/app/alfazl-online/id1500041209

• انسٹاگرام

https://www.instagram.com/alfazlonline/?hl=en

• ٹویٹر

https://twitter.com/alfazlonline?lang=en

(ابو سعید)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05/نومبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

☆…تحریکِ جدید کے ستاسیویں سال کے اختتام پر جماعت ہائے احمدیہ عالَم گیر کو دورانِ سال اس مالی نظام میں 15.3 ملین پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں آٹھ لاکھ بیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

☆…مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مخلص احمدیوں کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا بیان۔

☆…اس سال دنیا بھر کی جماعتوں میں جرمنی سرفہرست رہا۔ پھر برطانیہ، امریکہ…

☆… اللہ تعالیٰ سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔

تحریکِ جدید کے ستاسیویں سال کے دوران افرادِ جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی مالی قربانیوں کا تذکرہ اور اٹھاسیویں سال کے آغاز کا اعلان

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05/ نومبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت فیروز عالم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے پاک مال سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہیں تو یہ فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں۔ کہیں زکوٰۃ اور صدقات کے حوالے سے مالی قربانی کا ذکر کیا۔ اسی طرح ان اموال کے مصارف بھی تفصیل سے بیان فرمائے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت ﷺ اور اسلام کا جھنڈا دنیا میں لہرانے کا جو مشن لے کر دنیا میں آئے اس وسیع کام کی انجام دہی کے لیے احبابِ جماعت دنیا بھر میں مالی قربانی کے نمونے پیش کرتے ہیں۔ ان نمونوں کو دیکھ کر انسان اس یقین پر پہلے سے بڑھ کر قائم ہوجاتا ہے کہ یقیناً حضرت مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کے وہی فرستادے ہیں جن کے ذریعے آخری زمانے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا میں پھیلنی تھی۔ اگر مخالفینِ احمدیت صرف اس ایک نشان کو ہی اپنے دلوں کے بغض نکال کر دیکھیں تو احمدیت کی سچائی کی یہی نشانی ان کے دلوں کو پاک کرسکتی ہے۔ لیکن ان نام نہاد علماء کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

جماعت احمدیہ کوئی ارب پتی لوگوں کی جماعت نہیں، اس جماعت کی اکثریت غریب اور اوسط درجے کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کے باوجود قربانی کا ایک جذبہ ہے۔ جماعت اپنے محدود وسائل میں جس کام کو بھی شروع کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالتا ہے۔ جب جماعت بڑھتی ہے تو مختلف سوچ رکھنے والے، کم تربیت یافتہ یا پرانے احمدیوں میں سے بھی ایسے لوگ نظر آجاتے ہیں جو یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم چندہ کیوں اور کس لیے دیں۔ ایسے لوگ گھروں میں بچوں کے سامنے بھی اس قسم کی باتیں کرتے ہیں اور یوں بچوں کے ذہنوں میں بھی سوال اٹھنے شروع ہوجاتے ہیں۔ پس یہ عہدیداروں کا کام ہے کہ اپنے رویوں اور عملوں سے لوگوں کے شکوک دُور کریں۔ لوگوں کو اعتماد دلائیں، انہیں پتہ ہو کہ جو وہ لوگ قربانی کر رہے ہیں اس کا ایک مصرف ہے۔ لوگوں کو سمجھائیں کہ اس مالی قربانی کی اللہ تعالیٰ کی نظر میں کتنی اہمیت ہے، اس قربانی کے بدلے میں انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ یہ قربانیاں اشاعتِ اسلام پر خرچ ہوتی ہیں۔ ہمارا ٹی وی چینل چل رہا ہے۔ مبلغین کی تعلیم اور ان کے ذریعے تبلیغ پر خرچہ ہوتا ہے۔ مساجد بن رہی ہیں، کتب شائع ہورہی ہیں، غریب بچوں کی تعلیم اور بھوکوں کو کھانا کھلانے پر یہ مالی قربانیاں خرچ ہوتی ہیں۔

یہ بات مَیں نے اس لیے نہیں کہی کہ خدانخواستہ لوگوں میں بہت زیادہ سوالات اٹھنے لگے ہیں بلکہ اس لیے بتائی ہے کہ جب جماعت پھیلتی ہے تو پھیلاؤ کی وجہ سے شر پھیلانے والے اور شیطانی وساوس پیدا کرنے والے بھی آجاتے ہیں جو فتنہ پیدا کرنے کی اور کم تربیت یافتہ ذہنوں میں شکوک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جماعت کے افراد ایسی پختہ سوچ رکھتے ہیں کہ انہیں پتہ ہے کہ جماعت چلانے کے لیے اخراجات کی ضرورت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرو۔

اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا، یہ اس کا وعدہ ہے کہ وہ قربانی کرنے والے کو وہاں سے رزق دے گا اور دیتا ہے جہاں سے رزق آنے کا اسے خیال بھی نہیں ہوتا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے وعدے پورے کرتا ہے اور احبابِ جماعت میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اپنے پاس کچھ نہ ہونے کے باوجود جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے خرچ کیا تو کسی نہ کسی ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے انتظام کر دیا۔ یہ نہیں کہ یہ کوئی پرانی باتیں ہیں بلکہ یہ ایسے تجربات ہیں جن کے بارے میں لوگ آج بھی لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آج بھی مومنوں کے ایمان مضبوط کرتا ہے اور نہ صرف قربانی کرنے والوں پر فضل فرماتا ہے بلکہ ان واقعات سے قربانی کرنے والوں کے قریبیوں کے بھی ایمان مضبوط ہوتے ہیں۔ آج مَیں ایسی ہی بعض مثالیں پیش کروں گا۔

اس کے بعد حضورِ انور نے گنی کناکری، کینیڈا، جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، قزاخستان، یوکے، بھارت، برکینا فاسو، سیرالیون، گیبون، اردن، بیلیز، زنجبار، مراکش، ارجنٹائن، لائبریا، مالی، بینن وغیرہ ممالک سے مرد وخواتین، بوڑھوں، بچوں، امراء اور غرباء غرض مختلف طبقات، صنف اور قوم سے تعلق رکھنے والے مخلص احمدیوں کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ ہے وہ انقلاب جو لوگوں میں پیدا ہورہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اسلام کی اشاعت کے لیے قربانی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی پاک کمائی میں سے قربانی کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ قربانیاں مقبول بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

تحریکِ جدید کے ستاسیویں سال کے اختتام پر جماعت ہائے احمدیہ عالَم گیر کو دورانِ سال اس مالی نظام میں 15.3 ملین پاؤنڈ مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال کے مقابلے میں آٹھ لاکھ بیس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضورِ انور نے تحریکِ جدید کے اٹھاسیویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔

امسال جرمنی دنیا بھر کی جماعتوں میں نمایاں طور پر آگے ہے۔

پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا امیرالمومنین ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پاکستان کے اقتصادی حالات خراب ہیں، وہ لوگ قربانیوں میں بڑھتے تو ہیں۔ ان کے لیے دعا کریں۔ اقتصادی حالات کے علاوہ ویسے بھی مشکلات ہیں، آج کل گرفتار بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیاں دُور کرے اور وہ بھی آزادی سے اپنے تمام اجتماعات، جلسے اور دیگر سرگرمیاں کرسکیں۔ کُھل کر ہم ان کی قربانیوں کا اظہار کرسکیں، ابھی تو بعض مجبوریوں کی وجہ سے ان کی قربانیوں کا ذکر بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اس سال دنیا بھر کی جماعتوں میں جرمنی سرفہرست رہا۔ پھر برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، پھر مشرقِ وسطیٰ کی ایک ریاست، بھارت، آسٹریلیا، انڈونیشیا، گھانا اور پھر مشرقِ وسطیٰ کی ایک اور ریاست شامل ہے۔

افریقی ممالک میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں پوزیشن گھانا کی ہے، پھر نائیجیریا، برکینا فاسو، تنزانیہ، سیرالیون، گیمبیا، بینن، یوگنڈا، کینیا اور پھر لائبیریا کا نمبر ہے۔ حضورِ انور نے سیرالیون کے متعلق فرمایا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ بہتری ہوسکتی ہے، بہتری کی بہت گنجائش ہے لیکن جو توجہ دینی چاہیے وہ دے نہیں رہے۔

شاملین میں اضافہ کرنے کے لحاظ سے افریقی ممالک میں نائیجیریا نمبر ایک پر ہے، پھر گیمبیا، سینیگال، گھانا، تنزانیہ، گنی کناکری، ملاوی، یوگنڈا، گنی بساؤ، کونگو کِنشاسا، برکینا فاسو اور پھر کانگو برازاویل کا نمبر ہے۔

شاملین میں اضافے کے اعتبار سے افریقی ممالک کے علاوہ جرمنی، برطانیہ، ہالینڈ، بنگلہ دیش اور ماریشس میں کافی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔

جرمنی کی پہلی دس جماعتیں روئیڈر مارک، نوئس، مہدی آباد، کولون، روڈگاؤ، نیڈا، فلورس ہائیم، پنے برگ، فرنکنتھال اور اوسنا برگ ہیں۔

جرمنی کی پہلی دس لوکل امارتیں اس طرح ہیں ہیمبرگ، فرینکفرٹ، گروس گراؤ، ڈیٹسن باخ، ویزبادن، مورفلڈن، ریڈسٹڈ، من ہائم، ڈامسٹڈ اور رسلز پائم۔

پاکستان میں وصولی کے لحاظ سے لاہور اوّل نمبر پر ہے، پھر ربوہ اور تیسرے نمبر پر کراچی ہے۔

اضلاع میں اسلام آباد کا ضلع ہے پھر گوجرانوالہ، سیالکوٹ، عمرکوٹ، ملتان، ٹوبہ ٹیک سنگھ، میرپورخاص، اٹک، میرپور آزاد کشمیر اور پھر ڈیرہ غازی خان کا نمبر ہے۔

وصولی کے اعتبار سے امارتوں میں امارت ڈیفنس لاہور پہلے نمبر پر ہے، پھر امارت گلشن کراچی، امارت عزیز آباد، امارت ٹاؤن شپ لاہور، امارت ماڈل ٹاؤن لاہور، امارت مغل پورہ لاہور، امارت دہلی گیٹ لاہور، امارت کلفٹن کراچی، بہاولنگر شہر اور پھر حافظ آباد شہر کا نمبر ہے۔

برطانیہ کے پہلے پانچ ریجن یوں ہیں: مسجد بیت الفتوح ریجن، مسجد فضل ریجن، اسلام آباد ریجن، مڈلینڈز ریجن اور پھر بیت الاحسان ریجن۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں: فارن ہم، اسلام آباد، ساؤتھ چیم، مسجد فضل، ووسٹر پارک، برمنگھم، ساؤتھ والس ہال، آلڈرشارٹ، جلنگھم اور ٹلفورڈ۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی جماعتیں: میری لینڈ، لاس اینجلیس، ڈیٹرائٹ، سیلیکون ویلی، شکاگو، سیئٹل، سینٹرل ورجینیا، آش کاش، اٹلانٹا، جارجیا، ساؤتھ ورجینیا، ہیوسٹن، یارک اور پھر بوسٹن۔

وصولی کے اعتبار سے کینیڈا کی لوکل امارات: وان، پِیس ویلیج، کیلگری دونوں برابر ہیں، وینکوور، ٹورانٹو ویسٹ اور پھر ٹورانٹو۔

بھارت کی پہلی دس جماعتیں کچھ یوں ہیں۔ قادیان نمبر ایک، کوئمبٹور، حیدرآباد، کرولائی، پتھ پرم، کلکتہ، بنگلور، کیرنگ، کالی کٹ اور میلا پالم۔

قربانی کے لحاظ سے بھارت کے صوبہ جات میں کیرالہ، تامل ناڈو، جموں کشمیر، کرناٹک، تلنگانہ، اڑیسہ، پنجاب، بنگال، دہلی اور لکش دیپ۔

آسٹریلیا کی پہلی دس جماعتیں: میلبرن لانگ وارن، کاسل ہل، مارسڈن پارک، میلبرن بیروک، ایڈیلیڈ ساؤتھ، پین رتھ، پرتھ، اے سی ٹی کینبرا، پیراماٹا اور ایڈیلیڈ ویسٹ شامل ہیں۔

حضورِ انور نے تمام قربانی پیش کرنے والوں کے لیے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ سب کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور قربانیوں کو قبول فرمائے۔

☆…☆…☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 15/ اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

”خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا“ (حضرت مصلح موعودؓ)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت عمرؓ کے واقعہ ٔ شہادت اور اس کے پیچھے کارفرما عوامل کا تفصیلی تجزیہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ۬ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ

گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا۔ اس بارہ میں کچھ مزید باتیں ہیں جو بیان کرنے والی ہیں۔ صحیح بخاری کی جو روایت بیان کی گئی تھی اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ پر جب حملہ ہوا تو اسی وقت فجر کی نماز ادا کی گئی۔ اور حضرت عمرؓ اس وقت مسجد میں ہی تھے۔ جبکہ دوسری روایات میں ملتا ہے کہ فوری طور پر حضرت عمرؓ کو گھر لے جایا گیا اور نماز بعد میں ادا کی گئی جیسا کہ صحیح بخاری کے شارح علامہ ابن حجر اس روایت کے نیچے ایک دوسری روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کا خون زیادہ بہنے لگا اور ان پر غشی طاری ہوگئی تو میں نے انہیں لوگوں کے ساتھ اٹھایا اور انہیں گھر پہنچا دیا۔ آپؓ پر بے ہوشی طاری رہی یہاں تک کہ صبح کی روشنی نمایاں ہوگئی۔ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: اس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔

(فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۶۴ شرح حدیث نمبر ۳۷۰۰ دار المعرفۃ بیروت)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

اس کے علاوہ طبقات کبریٰ میں بھی یہی ہے کہ حضرت عمرؓ کو اٹھا کر گھر پہنچایا گیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی۔ نیز یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے قرآن کریم کی سب سے چھوٹی دو سورتیں وَالْعَصْرِ اور إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھیں اور ایک جگہ وَالْعَصْرِ اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھنے کا ذکر ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت عمرؓ کے قاتل کا ذکر کرتے ہوئے طبقاتِ کُبریٰ میں لکھا ہے کہ جب حضرت عمرؓ پر حملہ ہوا تو آپؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا: جاؤ اور دریافت کرو کہ کس نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نکلا اور میں نے گھر کا دروازہ کھولا تو لوگوں کو جمع دیکھا جو حضرت عمرؓ کے حال سے ناواقف تھے۔ میں نے پوچھا کہ کس نے امیرالمومنین کو خنجر مارا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے دشمن اَبُولُؤْلُؤَہ نے آپ کو خنجر مارا ہے جو مُغِیرہ بن شُعبہ کا غلام ہے۔ اس نے اَور لوگوں کو بھی زخمی کیا ہے لیکن جب وہ پکڑا گیا تو اسی خنجر سے اس نے خودکشی کر لی۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۱۹۹۰ء)

اس بارے میں کہ

کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کوئی سازش کا نتیجہ تھی یا اس شخص کا ذاتی عناد تھا،

بعد کے بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شہادت صرف کسی ذاتی عناد کی بنا پر نہیں تھی بلکہ ایک سازش تھی۔ بہرحال حضرت عمرؓ جیسے بہادر خلیفہ کو جس طرح شہید کر دیا گیا، ہم دیکھتے ہیں کہ عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگار شہادت کے واقعات تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد خاموش ہو جاتے ہیں اور یہ تاثر ملتا ہے کہ اَبُولُؤْلُؤَہ فیروز نے ایک وقتی جوش اور غصہ میں انہیں قتل کر دیا تھا۔ لیکن حال کے بعض مؤرخین، سیرت نگار اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ محض ایک فردِ واحد کے غصہ کی وجہ سے انتقامی کارروائی نہیں ہوسکتی بلکہ ایک سازش تھی اور باقاعدہ ایک پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے تحت حضرت عمرؓ کو قتل کیا گیا تھا۔ اور اس سازش میں مشہور ایرانی سپہ سالار ہُرمُزان جو کہ اب بظاہر مسلمان ہو کر مدینہ میں رہ رہا تھا وہ بھی شامل تھا۔ حال کے ان مصنفین نے قدیم مؤرخین اور سیرت نگاروں سے شکوہ کیا ہے کہ کیوں انہوں نے اس اہم قتل پر تفصیلی بحث نہیں کی کہ یہ ایک سازش تھی۔

البتہ تاریخ و سیرت کی ایک اہم کتاب ’البِدایہ والنِّھَایہ‘ میں صرف اتنا ملتا ہے کہ شبہ کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے قتل میں ہُرمُزان اور جُفَینہ کا ہاتھ تھا۔ (البدایہ والنھایہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۴، دارالکتب العلمیۃ)

چنانچہ اسی شبہ پر

حضرت عمرؓ کے سوانح نگار سیر حاصل بحث کرتے ہوئے اس کو باقاعدہ ایک سازش قرار دیتے ہیں۔

انہی مصنفین میں سے ایک محمد رضا صاحب اپنی کتاب سیرت عمر فاروقؓ میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کسی بالغ قیدی کو مدینہ میں آنے کی اجازت نہیں دیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت مُغِیرہ بن شُعبہ والیٔ کوفہ نے ان کے نام ایک خط لکھا کہ ان کے پاس ایک غلام ہے جو بہت ہنرمند ہے اور وہ اس کو مدینہ میں آنے کی اجازت کے طلبگار ہیں اور حضرت مغیرہ بن شُعبہؓ نے کہا کہ وہ بہت کام جانتا ہے جس میں لوگوں کے لیے فائدے ہیں۔ وہ لوہار ہے۔ نقش و نگار کا ماہر ہے۔ بڑھئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہؓ کے نام خط لکھا اور انہوں نے اسے مدینہ بھیجنے کی اجازت دے دی۔ حضرت مغیرہؓ نے اس پر ماہانہ سو درہم ٹیکس مقرر کیا۔ وہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خراج زیادہ ہونے کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: تم کون سے کام اچھی طرح کر لیتے ہو؟ اس نے آپؓ کو وہ کام بتائے جس میں اسے اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تمہارے کام کی مہارت کے حوالے سے تو تمہارا خراج کوئی زیادہ نہیں ہے۔ وہ آپؓ سے ناراضی کی حالت میں واپس چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے چند روز توقف کیا۔ ایک دن وہی غلام آپؓ کے پاس سے گزرا تو آپؓ نے اسے بلا کر کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم ہوا سے چلنے والی چکی بہت اچھی بنا سکتے ہو۔ وہ غلام غصے اور ناپسندیدگی کے عالم میں حضرت عمرؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ میں آپؓ کے لیے ایک ایسی چکی بناؤں گا کہ لوگ اس کا چرچا کرتے رہیں گے۔ جب وہ غلام مڑا تو آپؓ اپنے ساتھ والے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اس غلام نے مجھے ابھی ابھی دھمکی دی ہے۔ چند دن گزرے کہ اَبُولُؤْلُؤَہ نے اپنی چادر میں دو دھاری والا خنجر چھپا رکھا تھا جس کا دستہ اس کے وسط میں تھا اور اس نے حضرت عمرؓ پر وار کیا جیسا کہ واقعہ شہادت میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کا ایک وار ناف کے نیچے لگا تھا۔ اَبُولُؤْلُؤَہ کو حضرت عمرؓ سے ایک لحاظ سے کینہ اور بغض بھی تھا کیونکہ عربوں نے اس کے علاقے کو فتح کر لیا تھا اور اسے قیدی بنا لیا تھا اور اس کے بادشاہ کو ذلیل و خوار ہونے کی

حالت میں جلاوطن ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ جب بھی کسی چھوٹے قیدی بچے کو دیکھتا تو ان کے پاس آ کر ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور رو کر کہتا کہ عربوں نے میرا جگر گوشہ کھا لیا۔ جب اَبُولُؤْلُؤَۃ نے حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس نے بڑے اہتمام سے دو دھاری خنجر بنایا، اسے تیز کیا، پھر اسے زہر آلود کیا، پھر اسے لے کر ہُرمُزان کے پاس آیا اور کہا تمہارا اس خنجر کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اس نے کہا میرا تو خیال ہے کہ تُو اس کے ذریعہ جس پر بھی وار کرے گا اسے قتل کر دے گا۔ ہُرمُزان فارسیوں کے سپہ سالاروں میں سے تھا مسلمانوں نے اسے تُسْتَر کے مقام پر قید کر لیا تھا اور انہوں نے اسے مدینہ بھیج دیا تھا۔ جب اس نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو اس نے پوچھا ان کے محافظ و دربان کہاں ہیں؟ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بتایا کہ ان کا کوئی محافظ ہے نہ دربان ہے اور نہ کوئی سیکرٹری ہے، نہ کوئی دیوان ہے تو اس نے کہا کہ انہیں تو نبی ہونا چاہیے۔ بہرحال پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے اس کے لیے دو ہزار مقرر کر دیے اور اسے مدینہ میں قیام کرایا۔

طبقاتِ ابن سعد میں نافع کی سند سے ایک روایت ہے کہ

حضرت عبدالرحمٰنؓ نے وہ چھری دیکھی جس کے ذریعہ سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔

انہوں نے کہا: میں نے گذشتہ روز یہ چھری ہُرمُزان اور جُفَینہ کے پاس دیکھی تھی تو مَیں نے پوچھا: تم اس چھری سے کیا کرتے ہو تو ان دونوں نے کہا: ہم اس کے ذریعہ گوشت کاٹتے ہیں کیونکہ ہم گوشت کو چھوتے نہیں۔ اس پر حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے پوچھا: کیا آپؓ نے یہ چھری ان دونوں کے پاس دیکھی تھی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ نے اپنی تلوار پکڑی اور دونوں کے پاس آئے اور انہیں قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت عُبیداللہؓ کو بلا بھیجا۔ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: آپؓ کو ان دونوں افراد کے قتل کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا جبکہ وہ دونوں ہماری امان میں ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عُبیداللہ نے حضرت عثمانؓ کو پکڑ کر زمین پر گرا دیا حتیٰ کہ لوگ آگے بڑھے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو حضرت عُبیداللہ سے بچایا۔ جب حضرت عثمانؓ نے انہیں بلوایا تھا تو انہوں نے یعنی حضرت عُبیداللہ نے تلوار حمائل میں کر لی تھی لیکن حضرت عبدالرحمٰنؓ نے انہیں سختی کے ساتھ کہا کہ اسے اتار دو تو انہوں نے تلوار اتار کر رکھ دی تھی۔

سعید بن مُسَیّب سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ شہید کر دیے گئے، یہ ایک روایت ہے جو میں نے پہلے بیان کی۔ کہاں تک یہ سچی ہے، حضرت عثمانؓ والا قصہ کہاں تک صحیح ہے اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بہرحال قتل کرنے کا واقعہ اَور جگہ بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت عمر شہید کر دیے گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کہا: میں حضرت عمرؓ کے قاتل اَبُولُؤْلُؤَۃ کے پاس سے گزرا تھا جبکہ جُفَینہ اور ہُرمُزان بھی اس کے ساتھ تھے اور وہ سرگوشی کر رہے تھے۔ جب میں اچانک ان کے پاس پہنچا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک خنجر ان کے مابین گر پڑا۔ اس کے دو پھل تھے۔ اس کا دستہ اس کے وسط میں تھا۔ پس دیکھو کہ جس خنجر سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا ہے وہ کیسا تھا؟ انہوں نے دیکھا تو وہ خنجر بالکل ویسا ہی تھا جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا تھا۔

جب حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے یہ سنا تو تلوار لے کر نکل پڑے حتیٰ کہ ہُرمُزان کو آواز دی۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو اسے کہا میرے ساتھ چلو حتیٰ کہ ہم اپنے گھوڑے کو دیکھیں اور خود اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ جب وہ آپ کے آگے چلنے لگا تو انہوں نے اس پر تلوار کا وار کیا۔ حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اس نے تلوار کی حدت محسوس کی تو اس نے لا الٰہ الا اللہ پڑھا۔ حضرت عُبیداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جُفَینہ کو آواز دی وہ حیرہ کے نصاریٰ میں سے ایک نصرانی تھا وہ سعد بن ابی وقاص کا مددگار تھا انہوں نے اسے صلح کے لیے مدینہ بھیجا تھا جو کہ اس کے اور ان کے درمیان ہوئی تھی۔ وہ مدینہ میں کتابت سکھاتا تھا۔ جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے صلیب کا نشان بنایا۔ پھر حضرت عُبیداللہؓ آگے بڑھے اور اَبُولُؤْلُؤَۃ کی بیٹی کو قتل کر دیا جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی تھی۔ حضرت عبداللہؓ کا ارادہ تھا کہ آج وہ مدینہ میں کسی قیدی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ مہاجرین ان کے خلاف اکٹھے ہو گئے اور انہیں روکا اور انہیں دھمکی دی تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں انہیں ضرور قتل کروں گا۔ اور وہ مہاجرین کو بھی خاطر میں نہ لائے حتیٰ کہ حضرت عمرو بن عاصؓ ان کے ساتھ مسلسل بات چیت میں لگے رہے حتیٰ کہ انہوں نے تلوار حضرت عمرو بن عاصؓ کے حوالے کر دی۔ پھر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان کے پاس آئے تو ان دونوں نے ایک دوسرے کی پیشانی کے بال پکڑ لیے۔ غرض آپ نے ہُرمُزان، جُفَینہ اور اَبُولُؤْلُؤَۃ کی بیٹی کو قتل کر دیا۔

اب تمام معاملہ اس بحث میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ کس نے اَبُولُؤْلُؤَۃ کو حضرت عمرؓ کے قتل کرنے پر اکسایا تھا اور لکھنے والے یہ لکھتے ہیں کہ جو روایات ہم تک پہنچی ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں اور جو اس حق میں ہیں کہ حضرت عمرؓ کا قتل ایک سازش تھی۔ ہُرمُزان نے یہ ساری منصوبہ بندی کی تھی کہ اس نے حضرت عمرؓ کے خلاف اَبُولُؤْلُؤَۃ کے کینہ اور بغض کو مزید بھڑکایا۔ وہ دونوں عجمی تھے۔ پھر یہ کہ جب ہُرمُزان کو قید کر لیا گیا اور اسے مدینہ بھیج دیا گیا تو اس نے اس اندیشہ کے پیش نظر اسلام قبول کر لیا کہ خلیفہ اسے قتل کر دیں گے۔

طبقاتِ ابن سعد میں نافع کی روایت میں مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے وہ چھری دیکھی تھی جس کے ساتھ حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا اور سعید بن مُسَیّب کی روایت طبری میں مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے وہ خنجر دیکھا تھا جو اَبُولُؤْلُؤَۃ، جُفَینہ اور ہُرمُزان کے درمیان گر گیا تھا۔ جب وہ اچانک ان کے پاس آئے تھے تو وہ ان کے چلنے کی وجہ سے گر گیا تھا۔ جب حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے یہ بات سنی تو وہ فوراً گئے اور ان دونوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہوں نے جذبہ انتقام سے مغلوب ہو کر اَبُولُؤْلُؤَۃ کی بیٹی کو بھی قتل کر دیا۔ وہ خنجر جس کے متعلق حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بتایا تھا وہ بالکل وہی تھا جس کے ذریعہ حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ اگر حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ ہُرمُزان اور جُفَینہ کو قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے تو اس بات کا امکان تھا کہ ان دونوں کو معاملہ کی تحقیق کے لیے بلایا جاتا اور اس طرح یہ سازش آشکار ہو جاتی۔ اگر ان سب چیزوں کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی اور جس نے اس سازش کو عملی جامہ پہنایا اور حضرت عمرؓ کو قتل کیا وہ اَبُولُؤْلُؤَۃ تھا۔ یہ سازش کے حق میں کہنے والے کہتے ہیں۔

(ماخوذ از سیرت عمر فاروق از محمد رضا: مترجم محمد سرور گوہر صاحب، صفحہ 340 تا 344)

اسی طرح ایک اور سیرت نگار ڈاکٹر محمد حسین ہیکل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ جب مسلمان ایرانیوں اور عیسائیوں پر غالب آئے تھے اور جب سے ان ملکوں کی زمام حکومت انہوں نے سنبھالی تھی اور شہنشاہ ایران کو عبرت ناک شکست دے کر فرار پر مجبور کیا تھا اس وقت سے ایرانی، یہودی اور عیسائی اپنے دلوں میں عربوں کے خلاف عموماً اور حضرت عمرؓ کے خلاف خصوصاً کینہ وبغض کے جذبات چھپائے بیٹھے تھے۔ اس وقت لوگوں نے اپنی گفتگو میں اس کینہ اور بغض کا ذکر بھی کیا تھا اور انہیں حضرت عمرؓ کی وہ بات بھی یاد آئی تھی جو انہوں نے یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ان پر حملہ کرنے والا اَبُولُؤْلُؤَۃ ایک ایرانی ہے کہی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا۔ میں تم کو منع کرتا تھا کہ ہمارے پاس کسی بے دین کو گھسیٹ کر نہ لانا لیکن تم نے میری بات نہ مانی۔ مدینہ میں ان عجمی بے دینوں کی تعداد گو مختصر سی تھی لیکن ایک جماعت تھی جن کے دل غضب اور انتقام سے لبریز اور جن کے سینے کینہ وبغض کی آگ سے دہک رہے تھے اور کون جانے،

ہوسکتا ہے ان لوگوں نے سازش کی ہو

اور اَبُولُؤْلُؤَۃ کا یہ فعل اسی سازش کا نتیجہ ہو جس کا جال ان دشمنانِ اسلام نے اپنے کینہ اور دشمنی کی پیاس بجھانے کے لیے بُنا تھا اور جس کے متعلق وہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح عربوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے مسلمانوں کے بازو کمزور کیے جا سکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے صاحبزادوں کو حقیقتِ حال سے باخبر ہونے کی سب سے زیادہ بے چینی تھی۔ وہ اس

راز سے پردہ اٹھا کر اس کی تہ تک پہنچ سکتے تھے اگر ابُولُؤلُؤہ فیروز خودکشی نہ کرتا۔ لیکن اس نے خودکشی کر لی اور اس راز کو اپنے ساتھ قبر میں لے گیا تو کیا بات ختم ہوگئی اور اب اس راز کو پانے کی کوئی سبیل نہیں رہی؟ یہ لکھنے والا مؤرخ لکھتا ہے جو اس سازش کو بے نقاب کرنے کے حق میں ہے کہ یہ سازش تھی کہ نہیں؟ بلکہ کارکنانِ قضا و قدر نے چاہا کہ عرب کا ایک سردار اس راز سے واقف ہو جائے اور اس سازش کی طرف رہنمائی کرے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب وہ چھری دیکھی جس سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا تو فرمایا: میں نے یہ چھری کل ھُرمُزان اور جُفَینہ کے پاس دیکھی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا تم اس چھری سے کیا کرو گے؟ وہ بولے کہ گوشت کاٹیں گے کیونکہ ہم گوشت کو ہاتھ نہیں لگاتے اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عمرؓ کے قاتل ابُولُؤلُؤہ کے پاس سے گزرا۔ جُفَینہ اور ھُرمُزان اس کے ساتھ تھے اور وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہے تھے۔ میں دفعتاً ان کے پاس پہنچا تو وہ بھاگے اور ایک خنجر ان کے درمیان گر پڑا جس کے دو پھل تھے اور دستہ بیچ میں تھا۔ دیکھو وہ خنجر کیسا ہے جس سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا ہے؟ لوگوں نے دیکھا تو واقعی وہی خنجر تھا جو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بتایا تھا۔ پھر تو اس معاملے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ یہ لکھنے والا کہتا ہے کہ دونوں کے دونوں سچے گواہ ہیں بلکہ مسلمانوں میں سب سے زیادہ قابلِ اعتبار ہیں اور گواہی دے رہے ہیں کہ جس چھری سے حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا وہ ھُرمُزان اور جُفَینہ کے پاس تھی۔ ان میں سے ایک گواہ کا کہنا ہے کہ اس نے قاتل ابُولُؤلُؤہ کو قتل کرنے سے پہلے دونوں سے سازش کرتے دیکھا ہے اور دونوں گواہوں کے بیان کے مطابق یہ سب کچھ اس رات کا قصہ ہے جس صبح حضرت عمرؓ پر حملہ کیا گیا۔ کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص اس میں شبہ کر سکتا ہے کہ امیرالمومنین اس سازش کا شکار ہوئے جس کے اہم کردار تو یہی تین آدمی تھے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسرے ایرانی یا ان قوموں کے افراد بھی اس میں شامل ہوں جن پر مسلمانوں نے غلبہ پایا تھا۔

حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی بات اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی شہادت سنی تو ساری کائنات ان کی نگاہوں میں خون ہی خون ہوگئی۔ ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مدینہ کے تمام پردیسی اس سازش میں شریک ہیں اور ان سب کے ہاتھوں سے جرم کا خون ٹپک رہا ہے۔ انہوں نے فوراً تلوار سنبھالی اور سب سے پہلے ھُرمُزان اور جُفَینہ کا کام تمام کیا۔ روایت ہے کہ انہوں نے ھُرمُزان کو آواز دی اور جب وہ باہر نکل کر آیا تو اسے کہا کہ ذرا ساتھ آؤ اور میرے گھوڑے کو دیکھو اور خود پیچھے ہٹ گئے۔ جب وہ ان کے سامنے سے گزرا تو تلوار کا ایک ہاتھ اس پر مارا۔ ایرانی نے جب تلوار کی سوزش محسوس کی تو کہا لا الٰہ الا اللہ اور وہیں ڈھیر ہو گیا۔ روایت ہے کہ حضرت عُبیداللہ بن عمرؓ، یہ حضرت عمرؓ کے بیٹے تھے نے کہا کہ پھر میں نے جُفَینہ کو بلایا وہ حیرہ کا ایک عیسائی تھا اور سعد بن ابی وقاص کا دودھ شریک بھائی تھا۔ اس رشتے سے سعد اسے مدینہ لے آئے تھے جہاں وہ لوگوں کو پڑھایا لکھایا کرتا تھا۔ جب میں نے اسے تلوار ماری تو اس نے اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان صلیب کا نشان بنایا۔ حضرت عبداللہ کے دوسرے بھائی بھی اپنے والد کی شہادت پر ان سے کچھ کم غضبناک نہیں تھے اور سب سے زیادہ غصہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تھا۔

بہرحال یہ جو انہوں نے کیا ہے قانونی طور پر اس کی کوئی اجازت نہیں تھی۔

کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ خود انتقام لینے کے لیے کھڑا ہو جائے

یا اپنا حق خود وصول کرے جبکہ معاملات کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء رضوان اللہ علیہم کے لیے مخصوص تھا۔ وہ لوگوں کے درمیان منصفانہ فیصلے اور مجرم کے خلاف قصاص کا حکم صادر کرتے تھے۔ اس لیے حضرت عُبیداللہؓ کا فرض تھا کہ جب انہیں اس سازش کا علم ہوا جس کے نتیجہ میں ان کے والد کی جان گئی تو اس کا فیصلہ امیرالمومنین سے چاہتے۔ اگر ان کے نزدیک سازش ثابت ہو جاتی تو وہ قصاص کا حکم جاری فرما دیتے اور اگر ثابت نہ ہوتی یا اس کے متعلق امیر المومنینؓ، نئے خلیفہ کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو جاتا تو وہ شبہ کی حد تک سزا میں تخفیف کر دیتے یا یہ فیصلہ دے دیتے کہ تنہا ابُولُؤلُؤہ مجرم ہے۔ (ماخوذ از الفاروق عمرؓ از محمد حسین ہیکل مترجم: حبیب اشعر، صفحہ 869 تا 872، اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور) بہرحال جو انہوں نے کیا قانونی طور پر وہ ان کا حق نہیں بنتا تھا۔

مختصر یہ کہ

ہر چند کہ یہ بعید از قیاس نہیں کہ یہ قتل ایک باقاعدہ سازش ہو

لیکن اس وقت کے حالات کا تقاضا ہو کہ حضرت عثمانؓ فوری طور پر اس میں تحقیق نہ کروا سکے ہوں یا جو بھی حالات ہوں ابتدائی مؤرخ اس کے متعلق خاموش ہیں اور اس زمانے کے کچھ مؤرخ قرائن کی روشنی میں اس پر بحث کر رہے ہیں اور ان کے دلائل میں کچھ وزن معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ سازشی گروہ یہیں رکتا نہیں بلکہ پھر حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح کی ایک سازش کا شکار ہوتے ہیں اور اس سے اس شبہ کو مزید تقویت ملتی ہے کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی اور غلبہ کو روکنے کے لیے اور اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے بیرونی عناصر کی ایک سازش کے تحت حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جب میرے والد پر حملہ ہوا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ لوگوں نے ان کی تعریف کی اور کہا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین بدلہ دے۔ آپؓ نے فرمایا: میں رغبت رکھنے والا بھی ہوں اور ڈرنے والا بھی ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ

آپؓ خلیفہ مقرر کر دیجیے۔

آپؓ نے کہا: کیا میں تمہارا بوجھ زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اٹھاؤں؟ میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرا حصہ برابر کا ہو۔ یعنی نہ مجھ پر کوئی گرفت ہو نہ مجھے کچھ ملے۔ اگر میں کسی کو جانشین بناؤں تو انہوں نے بھی جانشین بنایا جو مجھ سے بہتر تھے یعنی حضرت ابوبکرؓ۔ بنا دوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر میں تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ جاؤں تو وہ تمہیں بغیر جانشین مقرر کرنے کے چھوڑ گئے تھے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی دوسری مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی کہ آپ تھے جنہوں نے جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ جب آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو میں جان گیا کہ آپؓ جانشین مقرر نہیں کریں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ حدیث ۴۷۱۳)

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت حفصہؓ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے والد جانشین مقرر کرنے والے نہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے یعنی حضرت حفصہؓ نے فرمایا وہ ایسا کریں گے۔ وہ کہتے ہیں میں نے قسم کھائی کہ حضرت عمرؓ سے دوبارہ بات کروں گا۔ کہتے ہیں میں صبح تک خاموش رہا اور آپ سے کوئی بات نہیں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا حال یہ تھا کہ گویا میں اپنی قسم کی وجہ سے پہاڑ اٹھانے والا ہوں۔ میں لوٹا اور ان کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھ سے لوگوں کا حال دریافت کیا یعنی حضرت عمرؓ نے اور میں نے آپؓ کو بتایا کہ وہ کہتے ہیں۔ پھر میں نے جو وہ لوگ کہتے ہیں وہ باتیں بتائیں۔ پھر میں نے آپ سے کہا کہ میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ آپؓ سے وہ بات ضرور کہوں گا۔ ان کا، لوگوں کا خیال ہے کہ آپؓ جانشین مقرر نہیں کریں گے۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کے اونٹوں کو چرانے والا ہو یا بکریوں کا چرواہا ہو پھر وہ آپ کے پاس آئے اور انہیں چھوڑ دے تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے ان کو ضائع کر دیا۔ پس لوگوں کی نگہبانی تو زیادہ ضروری ہے۔ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے میری بات سے اتفاق کیا اور کچھ دیر کے لیے اپنا سر جھکایا۔ پھر آپؓ نے سر اٹھایا اور میری طرف توجہ کی اور فرمایا: اللہ عزوجل اپنے دین کی حفاظت کرے گا۔ اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ تو نہیں بنایا تھا اور اگر میں خلیفہ بناؤں تو حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنایا تھا۔ انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ کے بیٹے ابن عمرؓ نے کہا: پس اللہ کی قسم! جب انہوں نے یعنی حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ آپؓ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں کریں گے اور یہ کہ آپؓ کسی کو جانشین نہیں بنائیں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الاستخلاف وترکہ حدیث ۴۷۱۴)

حضرت مِسوَربن مَخرَمہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو زخمی کیا گیا تو درد سے بے قرار ہونے

لگے۔حضرت ابن عباسؓ نے ان سے کہا جیسا کہ ان کو تسلی دینے لگے ہیں۔ امیرالمومنین! اگر ایسا ہے تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ چکے ہیں اور آپؓ نے نہایت عمدگی سے آپؐ کا ساتھ دیا۔ پھر آپؓ ان سے ایسی حالت میں جدا ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ سے خوش تھے۔ پھر آپؓ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ رہے اور نہایت عمدگی سے ان کا ساتھ دیا۔ پھر آپؓ ان سے ایسی حالت میں جدا ہوئے کہ وہ آپؓ سے خوش تھے۔ پھر آپؓ ان کے صحابہ کے ساتھ رہے اور آپؓ نے نہایت عمدگی سے ان کا ساتھ دیا اور اگر آپؓ ان سے جدا ہو گئے تو یقیناً آپؓ ایسی حالت میں ان سے جدا ہوں گے کہ وہ آپؓ سے خوش ہوں۔حضرت عمرؓ نے کہا یہ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور آپؐ کی خوشنودی کا ذکر کیا ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا۔ اور جو تم نے حضرت ابوبکرؓ کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی محض اللہ جَلَّ ذِکْرُہٗ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا۔ اور یہ جو تم میری فکر دیکھ رہے ہو تو یہ تمہاری خاطر اور تمہارے ساتھیوں کی خاطر ہے۔ میں اپنی فکر نہیں کر رہا۔تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی فکر کر رہا ہوں۔ اللہ کی قَسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا بھی ہو تو میں ضرور اللہ عزوجل کے عذاب سے فدیہ دے کر چھڑا لیتا پیشتر اس کے کہ میں وہ عذاب دیکھوں۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب مناقب عمر بن خطاب۔۔حدیث ۳۶۹۲)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ’’خلفاء پر کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جس سے انہوں نے خوف کھایا ہو اور اگر آئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے امن سے بدل دیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عمرؓ شہید ہو گئے مگر جب واقعات کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ

حضرت عمرؓ کو اس شہادت سے کوئی خوف نہیں تھا

بلکہ وہ متواتر دعائیں کیا کرتے تھے کہ یا اللہ! مجھے شہادت نصیب کر اور شہید بھی مجھے مدینہ میں کر۔ پس وہ شخص جس نے اپنی ساری عمر یہ دعائیں کرتے ہوئے گزار دی ہو کہ یا اللہ! مجھے مدینہ میں شہادت دے۔ وہ اگر شہید ہو جائے تو ہم یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس پر ایک خوفناک وقت آیا مگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے امن سے نہ بدلا گیا۔ بیشک اگر حضرت عمرؓ شہادت سے ڈرتے اور پھر وہ شہید ہو جاتے تو کہا جا سکتا تھا کہ ان کے خوف کو خدا تعالیٰ نے امن سے نہ بدلا مگر وہ تو دعائیں کرتے رہتے تھے کہ یا اللہ! مجھے مدینہ میں شہادت دے۔ پس ان کی شہادت سے یہ کیونکر ثابت ہو گیا کہ وہ شہادت سے ڈرتے بھی تھے اور جب وہ شہادت سے نہیں ڈرتے تھے بلکہ اس کے لئے دعائیں کرتے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما لیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے ماتحت ان پر کوئی ایسا خوف نہیں آیا جو ان کے دل نے محسوس کیا ہو اور اس آیت میں جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یہی ذکر ہے کہ خلفاء جس بات سے ڈرتے ہوں گے وہ کبھی وقوع پذیر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا مگر جب وہ ایک بات سے ڈرتے ہی نہ ہوں بلکہ اپنی عزت اور بلندی درجات کا موجب سمجھتے ہوں تو اسے خوف کہنا اور پھر یہ کہنا کہ اسے امن سے کیوں نہ بدل دیا گیا بے معنی بات ہے۔‘‘ یہ نکتہ بھی سمجھنے والا ہے۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’میں نے تو جب حضرت عمرؓ کی اس دعا کو پڑھا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کا بظاہر یہ مطلب تھا کہ دشمن مدینہ پر حملہ کرے اور اس کا حملہ اتنی شدت سے ہو کہ تمام مسلمان تباہ ہو جائیں۔ پھر وہ خلیفۂ وقت تک پہنچے اور اسے بھی شہید کر دے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی دعا بھی قبول کر لی اور ایسے سامان بھی پیدا کر دیئے جن سے اسلام کی عزت قائم رہی۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ مدینہ پر کوئی بیرونی لشکر حملہ آور ہوتا اندر سے ہی ایک خبیث اٹھا اور اس نے خنجر سے آپؓ کو شہید کر دیا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 378)

غلاموں کی آزادی کے حوالے سے اسلامی تعلیم بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت عمرؓ کی شہادت کے واقعہ کو لے کر لکھا ہے اور اس کا سبب بیان کیا ہے۔فرمایا کہ ’’پہلے تو یہ حکم دیا کہ تم احسان کر کے بغیر کسی تاوان کے ہی ان کو رہا کر دو‘‘ یعنی غلاموں کو بغیر کسی تاوان کے رہا کر دو۔ ’’پھر یہ کہا کہ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو تاوان وصول کر کے آزاد کر دو اور اگر کوئی شخص ایسا رہ جائے۔‘‘ کوئی غلام ’’جو خود تاوان ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کی حکومت بھی اس کے معاملہ میں کوئی دلچسپی۔‘‘ اور جہاں سے وہ آیا ہے جس حکومت کا وہ فرد ہے اس کو آزاد کرانے میں اس کی حکومت بھی ’’کوئی دلچسپی نہ لیتی ہو اور اس کے رشتہ دار بھی لاپرواہ ہوں تو وہ تم کو نوٹس دے کر اپنی تاوان کی قسطیں مقرر کروا سکتا ہے۔‘‘ پھر وہ خود قیدی جو ہے وہ اپنی تاوان کی قسطیں مقرر کروا سکتا ہے۔ ’’ایسی صورت میں جہاں تک اس کی کمائی کا تعلق ہے قسط چھوڑ کر سب اسی کی ہوگی اور وہ عملاً پورے طور پر آزاد ہو گا۔‘‘ یعنی جتنی کمائی وہ کرے گا اس میں سے وہ قسط ادا کرے گا جو اس نے آزادی کے لیے رکھی ہے اور باقی آمد اس کی اپنی ہے اور یہ ایک طرح کی آزادی ہے۔

’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ایسے غلام نے ہی مارا تھا جس نے مکاتبت کی ہوئی تھی۔

وہ غلام جس مسلمان کے پاس رہتا تھا ان سے ایک دن اس نے کہا کہ میری اتنی حیثیت ہے، آپ مجھ پر تاوان ڈال دیں۔ مَیں ماہوار اقساط کے ذریعہ آہستہ آہستہ تمام تاوان ادا کر دونگا۔ انہوں نے ایک معمولی سی قسط مقرر کر دی اور وہ ادا کرتا رہا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس نے شکایت کی کہ میرے مالک نے مجھ پر بھاری قسط مقرر کر رکھی ہے آپؓ اسے کم کرا دیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی آمدن کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ جتنی آمد کے اندازہ پر قسط مقرر ہوئی تھی اس سے کئی گنا زیادہ آمد وہ پیدا کرتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ اس قدر آمد کے مقابلہ میں تمہاری قسط بہت معمولی ہے اِسے کم نہیں کیا جا سکتا۔ اِس فیصلہ سے اسے سخت غصہ آیا اور اس نے سمجھا کہ میں چونکہ ایرانی ہوں اِس لئے میرے خلاف فیصلہ کیا گیا ہے اور میرے مالک کا عرب ہونے کی وجہ سے لحاظ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اِس غصہ میں اس نے دوسرے ہی دن خنجر سے آپ پر حملہ کر دیا اور آپؓ انہی زخموں کے نتیجہ میں شہید ہو گئے۔‘‘

(اسلام کا اقتصادی نظام، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 28-29)

حضرت مصلح موعودؓ مزید بیان کرتے ہیں کہ

’’دنیا میں دو ہی چیزیں راستی سے پھیرنے کا موجب ہوتی ہیں یا تو انتہائی بغض یا پھر انتہائی محبت۔

انتہائی بغض بسا اوقات معمولی واقعہ سے پیدا ہو جاتا ہے۔حضرت عمرؓ کے وقت دیکھو کتنے معمولی واقعہ سے بغض بڑھا جس نے عالم اسلامی کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس واقعہ کا اثر اب تک چلتا جا رہا ہے۔حضرت عمرؓ کے وقت ایک مقدمہ آپؓ کے پاس آیا۔ کسی شخص کا غلام کماتا بہت تھا لیکن مالک کو دیتا کم تھا۔حضرت عمرؓ نے اس غلام کو بلایا اور اسے کہا کہ مالک کو زیادہ دیا کرو۔ اس وقت چونکہ پیشہ ور کم ہوتے تھے اس لئے لوہاروں اور نجاروں کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ وہ غلام آٹا پیسنے کی چکی بنایا کرتا تھا اور اس طرح کافی کماتا تھا۔حضرت عمرؓ نے ساڑھے تین آنے اس کے ذمہ لگا دیئے کہ مالک کو ادا کیا کرے۔ یہ کتنی قلیل رقم ہے مگر اس کا خیال تھا کہ حضرت عمرؓ نے غلط فیصلہ کیا ہے اس پر اس کے دل میں بغض بڑھنا شروع ہوا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اسے کہا کہ ہمیں بھی چکی بنا دو۔ اس پر کہنے لگا ایسی چکی بنا دوں گا جو خوب چلے گی۔ یہ سن کر کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا آپ کو دھمکی دے رہا ہے۔‘‘ یہ پہلا جو واقعہ ہے اس سے لگتا ہے کہ اسی سے ملتا جلتا ہے یا وہی واقعہ ہے اور اسی کا واقعہ ہے۔ بہرحال ہے اسی غلام کا۔ ’’آپؓ نے کہا الفاظ سے تو یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔‘‘ پہلی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے خود کہا تھا کہ یہ دھمکی دے رہا ہے۔ ’’اس نے کہا لہجہ دھمکی آمیز تھا۔ آخر ایک دن حضرت عمرؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس غلام نے آپؓ کو خنجر مار کر قتل کر دیا۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ’’وہ عمرؓ جو کروڑوں انسانوں کا بادشاہ تھا، جو بہت وسیع مملکت کا حکمران تھا، جو مسلمانوں کا بہترین رہنما تھا ساڑھے تین آنے پر مار دیا گیا مگر بات یہ ہے کہ جن کی طبیعت میں بغض اور کینہ ہوتا ہے وہ ساڑھے تین آنے یا دو آنے نہیں دیکھتے وہ اپنی پیاس بجھانا چاہتے ہیں۔ ان کی طبیعت بغض کے لئے وقف ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں وہ نہیں دیکھتے کہ ہمارے لئے اور دوسروں کے لئے کیا نتیجہ ہو گا۔حضرت عمرؓ کے قاتل سے جب دریافت کیا گیا کہ تُو نے یہ سفاکانہ فعل کیوں کیا تو اس نے کہا انہوں نے میرے خلاف فیصلہ کیا تھا

میں نے اس کا بدلہ لیا ہے۔“

پہلے یہ تفصیل اس طرح بیان نہیں ہوئی۔ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اس کو پکڑتے ہوئے تھوڑا سا وقت ملا ہو تو اس میں اس نے یہ کہہ دیا ہو کہ میں نے یہ قتل اس لئے کیا ہے اور پھر خودکشی بھی کر لی۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ ”میں نے اس دردناک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے اس کا اسلام پر آج تک اثر ہے اور وہ اس طرح کہ گو موت ہر وقت لگی ہوتی ہے مگر ایسے وقت میں موت کے آنے کا خیال نہیں کیا جاتا جب قویٰ مضبوط ہوں لیکن جب قویٰ کمزور ہوں اور صحت انحطاط کی طرف ہو تو لوگوں کے ذہن خودبخود آئندہ انتظام کے متعلق سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے اس بارے میں باتیں نہیں کرتے مگر خودبخود رَو ایسی پیدا ہو جاتی ہے جو آئندہ انتظام کے متعلق غور کرنے کی تحریک کرتی ہے۔ اس وجہ سے جب امام فوت ہو تو لوگ چوکس ہوتے ہیں۔ چونکہ حضرت عمرؓ کے قویٰ مضبوط تھے گو ان کی عمر تریسٹھ سال کی ہو چکی تھی لیکن صحابہ کے ذہن میں یہ نہ تھا کہ حضرت عمرؓ ان سے جلدی جدا ہو جائیں گے اس وجہ سے وہ آئندہ انتظام کے متعلق بالکل بے خبر تھے کہ یکدم حضرت عمرؓ کی وفات کی مصیبت آ پڑی۔ اس وقت جماعت کسی دوسرے امام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ اس عدم تیاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو وہ لگاؤ نہ پیدا ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ اس وجہ سے اسلام کی حالت بہت نازک ہو گئی اور حضرت علیؓ کے وقت اَور زیادہ نازک ہو گئی۔“

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 240-241)

جو فساد بعد میں ہوئے یہ بھی ان کی ایک وجہ بیان کی ہے۔ آپؓ کے نزدیک یہ وجہ ہو سکتی ہے۔

فتنہ کے وقت چند آدمی نماز کے موقع پر حفاظت کے لیے کھڑے ہونے ضروری ہیں۔

یہ بھی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے۔ اور اس ضمن میں حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ”قرآن مجید کا صراحتاً حکم ہے کہ حفاظت کے لئے مسلمانوں میں سے آدھے کھڑے رہا کریں اور گو یہ جنگ کے وقت کی بات ہے جب ایک جماعت کی حفاظت کے لئے ضرورت ہوتی ہے لیکن اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ چھوٹے فتنے کے انسداد کے لئے اگر چند آدمی نماز کے وقت کھڑے کر دیئے جائیں تو یہ قابلِ اعتراض امر نہیں بلکہ ضروری ہو گا“ کہ یہ کس طرح کیا جائے؟ فرماتے ہیں کہ ”اگر جنگ کے وقت ہزار میں سے پانچ سو حفاظت کے لئے کھڑے کئے جاسکتے ہیں تو کیا معمولی خطرے کے وقت ہزار میں سے پانچ دس آدمی حفاظت کے لئے کھڑے نہیں کئے جاسکتے؟ یہ کہنا کہ خطرہ غیر یقینی ہے بیہودہ بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا ہوا۔ آپؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ مسلمان بھی نماز میں مشغول تھے کہ ایک بدمعاش شخص نے سمجھا یہ وقت حملہ کرنے کے لئے موزوں ہے وہ آگے بڑھا اور اس نے خنجر سے وار کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ نماز کے وقت پہرہ دینا اس کے اصول یا وقار کے خلاف ہے۔“ یعنی نماز کے اصول یا وقار کے خلاف ہے ”تو سوائے اپنی حماقت کے مظاہرہ کرنے کے اور وہ کچھ نہیں کرتا۔ اس کی مثال اس بیوقوف کی سی ہے جو لڑائی میں شامل ہوا اور ایک تیر اسے آ لگا جس سے خون بہنے لگا۔ وہ میدان سے بھاگا اور خون پونچھتا ہوا یہ کہتا چلا گیا کہ یا اللہ! یہ خواب ہی ہو“ یہ سچی بات نہ ہو کہ تیر مجھے لگ گیا ہے۔ ”...... تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ ایک موقع پر صحابہ نے اپنی حفاظت کا انتظام نہ کیا تو انہیں سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاصؓ جب مصر کی فتح کے لئے گئے اور انہوں نے علاقہ کو فتح کر لیا تو اس کے بعد جب وہ نماز پڑھاتے تو پہرہ کا انتظام نہ کرتے۔ دشمنوں نے جب دیکھا کہ مسلمان اس حالت میں بالکل غافل ہوتے ہیں تو انہوں نے ایک دن مقرر کر کے چند سو مسلح آدمی عین اس وقت بھیجے۔ جب مسلمان سجدہ میں تھے پہنچتے ہی انہوں نے تلواروں سے مسلمانوں کے سر کاٹنے شروع کر دیئے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ سینکڑوں صحابہ اس دن مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ ایک کے بعد دوسرا سر زمین پر گرتا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور ساتھی سمجھ ہی نہ سکتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے حتیٰ کہ شدید نقصان لشکر کو پہنچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپؓ نے انہیں بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ حفاظت کا انتظام رکھنا چاہئے مگر انہیں“ یعنی حضرت عمرؓ کو ”کیا معلوم تھا کہ مدینہ میں بھی ایسا ہی ان کے ساتھ ہونے والا ہے۔ اس واقعہ کے بعد صحابہ نے یہ انتظام کیا کہ جب بھی نماز پڑھتے ہمیشہ حفاظت کے لئے پہرے رکھتے۔“

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 68-69)

حضرت عمرؓ کے قرض کے بارے میں

پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ آپؓ نے پوچھا تھا اور پھر اپنے بیٹے کو فرمایا تھا۔ اس بارے میں مزید یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کیا تو چھیاسی ہزار درہم نکلے۔ آپؓ نے فرمایا: اے عبداللہ! اگر آلِ عمر کا مال اس کے لیے کافی ہو تو ان کے مال سے میرا یہ قرض ادا کر دینا۔ اگر ان کا مال کافی نہ ہو تو بنو عدی بن کعب سے مانگنا۔ اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے علاوہ کسی اَور سے نہ کہنا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۵۷ دارالکتب العلمیة)

صحابہ کرامؓ جانتے تھے کہ ہمارا یہ سادہ زندگی بسر کرنے والا امام اتنی بڑی رقم اپنے اوپر خرچ کرنے والا نہیں ہے۔ انہیں معلوم تھا کہ جو اتنا قرض چڑھایا تھا، یہ رقم بھی انہوں نے ضرورت مندوں اور غریبوں پر ہی خرچ کی تھی۔ اس لیے عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپؓ بیت المال سے قرض لے کر اپنا یہ قرض کیوں نہیں ادا کر دیتے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا معاذ اللہ! کیا تم چاہتے ہو کہ تم اور تمہارے ساتھی میرے بعد یہ کہیں کہ ہم نے تو اپنا حصہ عمرؓ کے لیے چھوڑ دیا تم اب تو مجھے تسلی دے دو مگر میرے پیچھے ایسی مصیبت پڑ جائے کہ اس سے نکلے بغیر میرے لیے نجات کی کوئی راہ نہ ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا۔ میرے قرض کی ذمہ داری قبول کر و۔ چنانچہ انہوں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ حضرت عمرؓ ابھی دفن نہیں کیے گئے تھے کہ ان کے بیٹے نے ارکانِ شوریٰ اور چند انصاری کو اپنی اس ضمانت پر گواہ بنایا جو قرض کی ذمہ داری لی تھی اور حضرت عمرؓ کی تدفین کے بعد ابھی جمعہ نہیں گزرا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ قرض کی رقم لے کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں پہنچے اور چند گواہوں کے سامنے اس بار سے سبکدوش ہو گئے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۲۷۳ دارالکتب العلمیة)

قرض کی ادائیگی کے متعلق ایک اَور روایت کتاب ”وفاء الوفاء“ میں ملتی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ کے ذمہ قرض تھا۔ آپؓ نے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حفصہؓ کو بلایا اور کہا میرے ذمہ اللہ کے مال میں سے کچھ قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کو اس حال میں ملوں کہ میرے ذمہ کوئی قرض نہ ہو۔ پس تم اس قرض کو پورا کرنے کے لیے اس مکان کو بیچ دینا جس میں رہتے تھے۔ پس اگر کچھ مال کم رہ جائے تو بنو عدی سے مانگنا۔ اگر پھر بھی بچ جائے تو قریش کے بعد کسی کے پاس نہ جانا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کی، حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت معاویہؓ کے پاس گئے اور آپؓ نے، حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کا گھر خرید لیا جس کو دارالقضاء کہا جاتا ہے۔ آپ نے وہ مکان بیچ دیا اور حضرت عمرؓ کا قرض ادا کر دیا۔ اس لیے اس گھر کو دَارُقَضَاءِ دَيْنِ عُمَرَ کہا جانے لگا یعنی وہ گھر جس کے ذریعہ حضرت عمرؓ کے قرض کو ادا کیا گیا تھا۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ از علامہ نور الدین مجلد 1 جزء الثانی صفحہ 222 مکتبة الحقانیة محلہ جنگی پشاور پاکستان)

یہ ذکر ابھی مزید چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ ذکر ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 05؍ نومبر 2021ء)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

بندہ توبہ نہ کرے اور گناہوں میں ہی پڑا رہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کس طرح اسے ڈھانپیں یہ تو اتنا بڑھ گیا ہے کہ یہ تو ہمیں بھی گندہ کر رہا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہے گا کہ اسے الگ چھوڑ دو اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہر عیب اور گناہ کو جو اس نے اندھیروں میں بھی کیا ہو ظاہر کر دیتا ہے۔

(کنز العمال کتاب الاخلاق قسم الاقوال تتبع العورات من الاکمال جلد 3 صفحہ 184 دار الکتب العلمیة بیروت 2004ء)

یعنی خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی نہیں رہتی۔ پس ہر مومن کو ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے والا بنائے تا کہ ہمیشہ اس کی ستاری سے حصہ پاتے رہیں۔

(خطبہ جمعہ 27 مارچ 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

صدف علیم صدیقی ۔ ریجائنا کینیڈا

Remembrance Day

ماہِ نومبر کا آغاز ہوتے ہی جہاں موسم سرد ہونے کی وجہ سے لوگ گرم ملبوسات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ وہاں ہی کوٹ اور جیکیٹس کے کالرز پر جابجا لال چھوٹے چھوٹے پوپی کے پھول سجے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ چھوٹے پوپی دراصل پہلی جنگ عظیم میں ہونے والے شہیدوں کے اعزاز میں ان کی محبت میں لگائے جاتے ہیں اور اس سے ہونے والے آمدن ریٹائرڈ فوجیوں اور انکے افراد خانہ پر خرچ کی جاتی ہے۔ مسلح افواج کے ممبروں کو امدادی امداد میں دی جاتی ہے۔

برطانیہ ،فرانس ، کینیڈا ،بیلجیئم ،آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لاکھوں افراد گیارہ نومبر 1918ء کی دستہ سازی کی برسی کی یاد میں پوپی کا پھول پہنتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم 1914ء میں آرچڈوفرانز فرڈینینڈ کے قتل کے بعد شروع ہوئی اور یہ 1918ء تک جاری رہی۔فرانس ، برطانیہ ، روس اور امریکہ نے جرمنی ، آسٹرو ہنگری اور سلطنت عثمانیہ نے اس لڑائی میں حصہ لیا۔ اس قتل عام میں نو سے گیارہ ملین فوجی ہلاک ہوئے۔ کئی اور زخمی ہوئے۔شہری اموات بھی زیادہ تھیں۔تقریباً چھ سے تیرہ ملین افراد ہلاک ہوئے۔ جنگ عظیم نے قتل و غارت کے نئے نئے طریقے متعارف کرائے۔ ان میں ٹینک ، لڑاکا طیارے ، دستی بم اور زہریلی گیس شامل تھی۔ پہلی جنگ عظیم لڑائی کی ایک خوفناک شکل تھی جس نے لاکھوں افراد کو ہلاک یا زخمی کیا۔غرض کہ بے حد وحساب جانی و مالی نقصان ہوا۔

جنگ کا اختتام 11 نومبر 1918ء میں ہوا اور آخر کار فریقین کے مابین ایک امن معاہدے کے تحت جنگ بندی عمل میں آئی۔جن سپاہیوں نے اپنے وطن کی خاطر اپنی جان تک کی بازی لگادی اور ہمت وشجاعت سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور اس شعر کے مصداق اپنی جانیں قربان کر دیں کہ

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

(مرزا غالب)

انہی بہادر افواج کے سپاہیوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے گیارہ نومبر کو یہ Remembrance Day منایا جاتا ہے۔ ٹھیک گیارہ بجے جب جنگ بندی ہوئی تھی اسی وقت ایک تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے جہاں ان تمام شہداء کی قربانی کو اظہار عقیدت پیش کرنے کے لیے دو منٹ کی خاموشی اختیار کی جاتی ہے۔

اور خصوصی دعا کی جاتی ہے۔ جنگ ہمیشہ اپنے ساتھ تباہیاں لاتی ہیں۔ اس لیے ہر مذہب اور خصوصاً اسلام نے امن کا حکم دیا ہے لیکن اگر اپنے دفاع میں لڑنا پڑے تو اس وقت پیٹھ نہ دکھانے کا حکم ہے۔ بلکہ بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے بعد وطن کے دفاع میں لڑنا بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جو لوگ زندگی جیسی نعمت کو کسی عظیم مقصد کی خاطر قربان کر دیتے ہیں وہ حیاتِ جاوداں پا لیتے ہیں۔تاریخ ایسے شہداء کو ہمیشہ یاد رکھتی ہے جو اپنے وطن کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔کیونکہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

یعنی وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’وطن سے وفاداری اور محبت‘‘ کہنا یا سننا بہت آسان ہے لیکن درحقیقت یہ چند الفاظ اپنے اندر بہت وسعت ، خوب صورتی اور گہرائی سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کے معانی اور تقاضوں کو سمجھنا دراصل بہت مشکل ہے ۔ بہر حال اس مختصر سے وقت میں مَیں وطن سے وفاداری اور محبت کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔اسلام کی سب سے پہلی اور بنیادی اصل یہ ہے کہ کسی شخص کے قول وفعل میں کسی بھی قسم کا تضاد یا منافقت نہ پائی جائے۔حقیقی وفاداری ایک مخلصانہ تعلق کی متقاضی ہوتی ہے۔ نیز یہ کہ انسان کا ظاہر اور باطن ایک ہو۔قومی نقطۂ نظر سے یہ اصول اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے ۔ کسی بھی ملک کے شہری کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اپنے وطن سے رشتہ حقیقی وفاداری پر مبنی ہو۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ پیدائشی طور پر اس ملک کا باسی ہے یا بعد میں امیگریشن یا کسی اَور طریق سے اُس نے اُس ملک کی شہریت حاصل کی ہے۔

وفاداری ایک بہت بڑی خوبی ہے جس کے بہترین مظہر اور نمونہ خدا تعالیٰ کے انبیاء ہوتے ہیں ۔ خدا سے اُن کی محبت اور تعلق اتنا مضبوط ہوتا ہے کہ ہر حال اور تمام معاملات میں ان کے پیش نظر الٰہی احکام ہوتے ہیں اور وہ کما حقہٗ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح خدا سے ان کی وفاداری کے اسلوب اور بہترین معیار کا پتہ چلتا ہے ۔ لہٰذا صرف انبیاء ہی کی وفاداری کے معیار کو مثال اور نمونہ کے طور پر پیش کرنا چاہیے۔ تاہم اِس پر مزید بات کرنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حقیقی وفاداری کا مطلب کیا ہے؟

اسلامی تعلیمات کے مطابق وفاداری کی صحیح تعریف اپنے عہد و پیمان کو ہر سطح اور ہر طرح کے حالات میں مشکلات کے باوجود غیر مشروط طور پر ادا کرنا ہے۔ اسلامی تعلیم کی رو سے یہ وفاداری کا حقیقی معیار ہے۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ انہیں اپنے وعدے اور عہد ضرور پورے کرنے چاہئیں ۔ کیونکہ خدا اُن سے اُن کے تمام عہدوں کے متعلق جو انہوں نے کیے پوچھے گا۔ مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے تمام عہدوں کو پورا کریں جس میں خدا تعالیٰ سے کئے گئے عہد بھی شامل ہیں اور دوسرے تمام وعدے بھی جو انہوں نے اپنے اپنے درجہ اور عہدہ کی رعایت سے کئے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے نزدیک خدا تعالیٰ اور مذہب سب سے زیادہ اہم ہیں لہٰذا خدا سے وفاداری کا عہد اِن کی اوّلین ترجیح ہے ۔ نیز خدا سے کیا ہوا عہد باقی ہر چیز پر فوقیت رکھتا ہے جسے وہ پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ وطن سے وفاداری اور ملکی قوانین کی پاسداری کا عہد ثانوی حیثیت کا حامل ہے ۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ کسی موقع پر وہ وطن کے وعدہ کو خدا کے لیے قربان کرنے پر تیار ہو جائیں۔

اِس خدشہ کے جواب میں سب سے پہلے مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود یہ تعلیم دی ہے کہ’’وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔‘‘ لہٰذا اسلام اپنے ہر پیروکار سے مخلصانہ حب الوطنی کا تقاضا کرتا ہے ۔ خدا اور اسلام سے سچی محبت کرنے کے لیے کسی بھی شخص کے لیے لازمی ہے کہ وہ اپنے وطن سے محبت کرے ۔ لہٰذا یہ بالکل واضح ہے کہ کسی شخص کی خدا سے محبت اور وطن سے محبت کے درمیان کوئی ٹکراؤ نہیں ہوسکتا۔ چونکہ وطن سے محبت کو اسلام کا ایک رکن بنادیا گیا ہے اس لیے یہ واضح ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے وطن سے وفاداری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ خدا سے ملنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لیے یہ ناممکن ہے کہ ایک حقیقی مسلمان کی خدا سے محبت،اس کی وطن سے سچی محبت اور وفاداری کی راہ میں کبھی رکاوٹ کا باعث بنے۔

(خطاب ملٹری ہیڈ کوارٹر کوبلنز جرمنی بحوالہ 2012ء عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 26- 27)

ان سب نصائح کو مدنظر رکھتے ہوئے احمدی جس بھی ملک میں رہے وہ اس ملک کی گورنمنٹ کا وفادار ہوتا ہے۔ ہر سال اکتوبر، نومبر میں جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں پوپی فنڈ ریزنگ میں حصہ لیتی ہیں۔ خدام الاحمدیہ،اطفال الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ نیز انصار اللہ بھی پوپی فلاور کی باسکٹس تھامے آپ کو ہر جگہ دکھائی دیں گے۔ جہاں وہ ان پھولوں کی پنز کو فروخت کر کے اس کی آمدن گورنمنٹ کو تحفتاً پیش کرتے ہیں۔حکومتی سطح پر جماعت احمدیہ کی ان کاوشوں کو سراہا جاتا ہے اور بہت واضح الفاظ میں حکومتی ادارے ان پر خوشنودی کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

ان پوپی کے پھولوں کو پہلی جنگ عظیم سے کیا نسبت ہے؟

لیفٹننٹ کرنل جان میک کری جو ایک کینیڈین فوجی تھا۔ اس نے اپنی ساتھی فوجی کی وفات کے بعد ایک نظم تحریر کی تھی۔جب اس کے سامنے میدان جنگ میں جابجا یہ لال پھول کھلے ہوئے تھے۔

اس نظم میں جنگ کی ایک ستم ظریفی پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ فوجیوں کو مرنا ضروری ہے تا کہ ایک قوم کی زندگی زندہ رہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد پوست یاد، امید اور استقامت کی علامت بن گئی تھی۔ اور یہ نظم بھی جیسے Remembrance Day کا ایک خاص حصہ بن گئی تھی۔

1920ء سے یہ پھول ان تمام فوجیوں کی یاد میں پہنا جاتا ہے جنہوں نے جنگ کے میدان میں اپنی زندگیاں گنوا دی تھیں۔مونیکا مارشل نے اسے سب سے پہلے پہنا تھا۔ اپنی تمام افواج کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے کوئین ایک ساتھ پانچ پوپی فلاور پہنتی ہے۔

ہوسکتاہے کہ کسی ذہن میں یہ سوال آئے کہ ہماری جماعت توعموماً ایسے کسی خاص دن منانے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے تو پھر اس دن کے لیے یہ فنڈ ریزنگ کیوں کی جاتی ہے۔ اور افرادِ جماعت بھی یہ پھول بخوشی اپنے کپڑوں پر سجائے دکھائی دیتے ہیں تو اس کا جواب یہی ہے کہ ہم کوئی دن نہیں مناتے بلکہ ان شہداء کی قربانی کو خراج تحسین پیش کرتے اور فنڈ ریزنگ کر کے صرف اس ملک کی خدمت کرتے ہیں کیونکہ جب احمدی مسلمان اپنا عہد نامہ دہراتے ہیں تو اس میں بھی یہ عہد کرتے ہیں کہ ”اپنے ملک اور قوم کی خاطر قربانی دینے کے لیے ہر دم تیار رہیں گے۔“ بس اسی عہد کو نبھانے کی خاطر ہم ان سپاہیوں کی قربانی کو یاد رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی افرادِ جماعت کو اپنے ملک سے وفادار رہنے کی نصیحت کی ہے۔

بیت الرشید ہمبرگ جرمنی میں خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

احمدی جہاں کہیں بھی جائیں گے۔ اپنے اُس وطن سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اس ملک کے وفادار شہریوں کو کرنی چاہیے اور عملاً اس ملک کی ترقی اور بہتری کی کوشش کرتے ہیں ۔اسلام ہی ہے جوہمیں اس طرح جینا سکھاتا ہے۔اسلام ہمیں صرف اس طرز معاشرت کی نصیحت ہی نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ ہم جس ملک میں رہ رہے ہوں اُس کے ساتھ مکمل وفاداری کریں۔

(عالمی بحران اورامن کی راہ صفحہ 105)

زندہ قومیں اپنے لیے قربانی دینے والوں کو کبھی بھی نہیں بھولتیں تو ہماری جماعت کو بھی ان شہداء کو یاد رکھنا چاہیے جن کا خون جماعت احمدیہ کے ثمر آور شجر کی آبیاری میں شامل ہے ہم احمدی دن منانے پریقین نہیں رکھتے اسی لیے اپنی روزانہ کی نمازوں کی دعاؤں میں، اپنے تہجد کے سجود میں ان شہداء کو یاد رکھ کرہم اس قرض محبت کو ادا کر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ان قربانی دینے والوں کا حق ادا کرسکیں۔ آمین ثم آمین

اب ہم اس عظیم جنگ کی یاد میں اپنی جانیں قربان کرنے والوں کو یاد کرتے ہوئے اس بات کا خواہش بھی رکھتے ہیں کہ اب مزید ایسی کوئی تباہی ہمیں یا ہماری نسلوں کو دیکھنی نہ پڑے۔ بلکہ یہ دنیا امن و آتشی کا گھوارا بن جائے۔ انسانیت کا جذبہ ہر ذی روح کے دل میں موجزن رہے۔ ہر ملک کے صاحب اقتدار اپنی عوام کو پُرامن خطہ ارض فراہم کرنے والے ہوں۔

جہاں کسی کا خونِ ناحق نہ بہے۔ جہاں صرف امن کا قانون چلتا ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

پیارے آقا کے درج ذیل یہ دعائیہ الفاظ خدا کرے کہ ہر آئین کا نصب العین بن جائیں:

”خدا کرے کہ جنگ، بد امنی اور دشمنیوں میں گھری ہوئی دنیا امن، محبت، اخوت اور اتحاد کا گھوارہ بن جائے۔“

(ملکہ برطانیہ کے نام خط، عالمی بحران اور امن کا راستہ 232)

”ربوہ، ربوہ ای اے“ پر تعمیری تبصرے

- **مکرم جاوید اقبال ناصر۔ جرمنی سے تحریر کرتے ہیں:**

خاکسار نے ابھی آپ کے لکھے ربوہ بارے مضمون کو پڑھا ہے۔ پردیس میں بیٹھے ایسے لگ رہا تھا کہ ہم ربوہ میں موجود ہیں۔ اور تمام نظاروں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خاص طور پر چناب نگر اور چنیوٹ کے ناموں کا مطلب جو آپ نے پیش کیا ہے کیا ہی خوب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے قلم کو سلطان القلم کے قلم کے زیر سایہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ذوالفقار جیسی قوت پیدا کرے۔ آمین۔

- **مکرم طاہر احمد۔ فن لینڈ سے تحریر کرتے ہیں:**

ابھی ابھی الفضل میں آپ کا اداراتی مضمون ربوہ سے متعلق پڑھا ہے۔ اس کا عنوان اور پھر حضور انور کے الفاظ ”لوگ کہتے ہیں کہ لاہور، لاہور اے۔ پر ربوہ، ربوہ ای اے“ پڑھ کر بہت مزہ آیا اور جس طرح آپ نے ربوہ کا تذکرہ جذباتی انداز میں شروع کر کے پھر تاریخی حوالہ جات سے ربوہ کی تاریخ بیان کی ہے وہ بہت اثر انگیز ہے۔ ہم جیسے ربوہ کے پلے بڑھے اور اب یورپ کے باسیوں کو تو ربوہ کی ایک ایک یاد اور ایک ایک بات سے محبت ہے اور ایسے میں آپ کا مضمون ایک مرہم کی طرح ہے اور حضور انور کے الفاظ میں وہ عجیب تسلی اور پیار ہے جس نے عجیب بے قراری پیدا کر دی ہے۔ اللہ کرے ربوہ کا مسکن کبھی اداس نہ ہو اور خلیفہ وقت کی آرزوئیں اور ربوہ جانے کی خواہش بھی اللہ جلد پوری کرے ۔ آمین۔

- **مکرمہ صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں:**

جس وقت الفضل اپ لوڈ ہوا تھا اسی وقت پڑھ لیا تھا اور باقی سب کے ساتھ شئیر بھی کیا تھا۔ آپ نے موضوع کا حق ادا کر دیا۔ یوں لگ رہا تھا کہ ہم ربوہ میں موجود ہیں۔

”حق تو یہ ہے کہ حق ادا ہو گیا“

اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء دے ۔ آمین اللھم آمین

- **مکرم تنویر احمد۔ قادیان سے لکھتے ہیں:**

ابھی تک تو ”لاہور، لاہور اے“ سنتے تھے۔ لیکن اب اردو ادب میں نئے محاورے کا اضافہ ہو گیا ہے اور لوگ کہا کریں گے کہ ”ربوہ ، ربوہ ہی اے“ اللہ ربوہ کو شادباد رکھے۔

- **مکرم عبد الشکور لکھتے ہیں:**

ماشاء اللہ بہت خوب تاریخی معلومات ہیں جو کہ نئی نسل کے علم میں لانی ضروری تھیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے آمین۔

- **مکرمہ عائشہ چوہدری۔ جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:**

جتنا مزا مجھے اس مضمون کو کمپوز کرتے ہوئے آیا تھا آج اس کو دوبارہ سے پڑھ کر مزید لطف آیا۔ ہم جیسے لوگ جو کبھی ربوہ میں نہیں رہے مگر ربوہ سے ہمیشہ ایک روحانی تعلق رہا اس مضمون کو پڑھتے ہوئے ایسا لگا جیسے ہم بھی اس دور سے گزر رہے ہوں اور پرانے اور نئے ربوہ کی ایک خوبصورت سی تصویر آنکھوں کے سامنے بن رہی ہے ۔ ماشاء اللہ۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ۔

- **مکرمہ قدسیہ نور والا۔ ناروے سے لکھتی ہیں:**

ماشاء اللہ بہت ہی شاندار، سیر حاصل معلوماتی، محبت، دعاؤں اور حقیقت سے بھرپور محنت سے لکھا گیا مضمون ہے۔ بہت مبارک ہو۔ ایمان تازہ ہو گیا۔

- **مکرم حفیظ احمد تحریر کرتے ہیں:**

بہت خوب ربوہ بارے مضمون پڑھ کر سارے حسین نظارے آنکھوں کے سامنے آگئے ہیں۔ ماشاء اللہ۔

- **مکرم محمد افضل بٹ۔ امریکہ سے تحریر کرتے ہیں:**

آپ نے ”ربوہ، ربوہ ای اے“ پر انمول یادوں پر بہت گہرائی میں جاکر ہجرت سے لے کر آج تک کے حالات اور یادوں کا بہت عمدہ اور پیارے انداز میں ذکر کیا ہے ۔ میں نے پورے مزے سے پڑھا ہے۔ ماشاء اللہ آپ نے ربوہ کی یادوں کو تازہ کر دیا ہے۔ کافی حد تک ان یادوں کو ان آنکھوں نے بھی دیکھا ہے۔ ابھی بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ یہ تو طائرانہ نگاہ ہے۔ تفصیل میں جایا جائے تو بہت واقعات لکھے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے آپ مزید لکھیں یا کسی اور کو مزید لکھنے کی توفیق ملے۔ میرا اشارہ اُن بزرگان کی طرف ہے جیسے حضرت غلام رسول راجیکیؓ اور بہت بزرگ وصحابی رضی اللہ عنہُ جو ربوہ قیام پذیر رہے ۔ اس عاجز نے بھی ”قادیان دارالامان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور احباب جماعت کی ہجرت اور قیام ربوہ“ ر ایک مضمون الفضل کے لئے لکھا تھا۔ شاید آپ کی نظر سے گزرا ہو۔

- **مکرم حافظ اعجاز احمد۔ یوکے سے تحریر کرتے ہیں:**

ماشاء اللہ آج آپ نے ہمیں خوب ربوہ کی سیر کروائی اور کافی جذباتی بھی ہوئے ۔

- **مکرم عبد الجلیل عباد۔ جرمنی سے تحریر کرتے ہیں:**

آج آپ نے ربوہ کی سیر کرا دی ہے ۔ میں نے ایک طویل نظم ربوہ کی یاد میں لکھی تھی جسے حضور انور نے پڑھ کر فرمایا تھا کہ تم نے تو مجھے پُرانے ربوے کی یاد تازہ کرا دی ہے۔

- **مکرم حامد کریم۔ ہالینڈ سے تحریر کرتے ہیں:**

جزاك اللہ آپ کا مضمون ’’ربوہ،ربوہ ای اے‘‘ پڑھ کر پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔تزئین کمیٹی کا خاکسار بھی ممبر تھا۔اس ضمن میں ایک فوٹو شیئر کر رہا ہوں۔آپ نے ماشاءاللہ خوب تحقیق کر کے مضمون تیار کیا ہے۔

- مکرمہ امۃ الباری ناصر۔امریکہ سے تحریر کرتی ہیں:

رات کو ہی پورا پڑھ لیا تھا بہت اچھا لگا۔ اس بستی سے بہت پیار ہے۔ خاکسار سات سال کی تھی جب قادیان کے مہاجر لاہور میں مختصر قیام کے بعد ربوہ پہنچے۔ ربوہ کی مٹی پھانکنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسکول، کالج کی تعلیم اسی مبارک بستی میں حاصل کی۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مبارک ہستیوں کو دیکھنے، ملنے اور محبت حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ جامعہ نصرت سے وابستگی کا ہر لمحہ یاد رہتا ہے اپنی کلاس فیلوز، محترم استاد اور تدریس میں ساتھی لیکچرز رحتی کہ اس کی عمارت، وسیع صحن اور پودے کبھی نہیں بھولے۔ اس مسکن کی انمول یادوں کے حوالے سے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

دعا ہے میری بستی گونج اُٹھے پھر اذانوں سے
خدا والوں کے مسکن کا تو یہ عالم نہیں ہوتا

وہی اک حسن ہے پیشِ نظر میں جس طرف دیکھوں
کوئی مخصوص موسم یاد کا موسم نہیں ہوتا

خموشی منبر و محراب کی دل کاٹ دیتی ہے
بہار آ کر چلی جائے تو کس کو غم نہیں ہوتا

مجھے قلبی تعلق جامعہ نصرت سے اب بھی ہے
ذرا سا دور رہنے سے تعلق کم نہیں ہوتا

کبھی طوفان دل کے بھیگتی پلکوں پہ روکے ہیں
کبھی بس میں ہمارے گریۂ پیہم نہیں ہوتا

ہماری حریت پائندہ ہے تاریخ شاہد ہے
کسی صورت ہمارے عزم کا سر خم نہیں ہوتا

آپ نے بہت عمدگی سے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ جزاك اللہ۔’’ربوہ ،ربوہ ای اے‘‘

- مکرم مجید احمد سیالکوٹی۔لندن سے لکھتے ہیں:

بہت معلوماتی، ایمان افروز اور دلچسپ مضمون باندھا ہے۔ وہاں بہشتی مقبرے میں میرے کئی عزیزوں کے مدفن ہیں۔ اللہ پاک اپنی آغوش میں رکھے اور ہمارا انجام بخیر کرے۔ آمین۔

- مکرم وقار اٹھوال لکھتے ہیں:

بہت مزا آیا۔ بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔

- مکرمہ طیبہ منصور چیمہ۔لندن سے تحریر کرتی ہیں:

مضمون بہت ہی اچھا تھا جس میں ربوہ کی تاریخ کو پوری طرح تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے اور پیارے آقا کے بابرکت الفاظ تو ہر ربوہ کے باسی کے دل کی آواز ہے اور دلی جذبات کو اجاگر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور امور دینیہ کی بجا آوری میں اپنی خاص تائید و نصرت سے نوازے اور ہماری پیاری بستی ربوہ کو اپنے خاص حفاظت میں رکھے اور وہاں کے مکینوں کو اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

اس سے پہلے آپ کا مضمون اپنی زندگی کے ہر زاویے میں اعتدال بہت ضروری بہت اچھا تھا۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ مضامین کا یہ سلسلہ بہت دلکش ہے جس میں پیارے آقا کی ہدایات یا دلی جذبات کا عکس بھی شامل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

- مکرمہ مدیحہ مصور۔کینیڈا سے لکھتی ہیں:

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ ربوہ کا مکمل تعارف ایک ہی جگہ، ایک ہی نشست میں پا کر خوشی ہوئی اسے محفوظ رکھنا آسان ہو گا۔
اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِعظیم سے نوازے۔ آمین۔ لجنہ گروپ میں براڈ کاسٹ کے لئے بھیج دیا ہے۔

- مکرم رحمت اللہ بندیشہ۔جرمنی سے تحریر کرتے ہیں:

اس تحریر کا لفظ لفظ حقیقت پر مبنی ہے۔اس کو پڑھ کر سارا عرصہ قیام ربوہ نظروں کے سامنے گھوم گیا ہے۔

- مکرم مرزا نصیر احمد۔استاد جامعہ لندن سے لکھتے ہیں:

جزاکم اللہ خیراً۔ میں نے اس کا پرنٹ آؤٹ نکال لیا ہے کچھ پڑھ بھی لیا ہے ان شاءاللہ اطمینان سے بقیہ بھی پڑھ لونگا۔ کافی ایمان افروز اور دلچسپ لگ رہا ہے۔ ماشاءاللہ۔

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔کینیڈا سے لکھتی ہیں:

آپ کا بھرپور اور جامع مضمون خاکسار نے کل ہی تمام گروپس میں شیئر کر دیا تھا۔ الحمد للہ میں نے خود دو دفعہ پڑھا ہے۔ ربوہ میں بیتے ہوئے ایام اور ربوہ سے دوری، ربوہ سے انسیت، ربوہ اوائل عمری میں اور ربوہ کا جوبن، کمال خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور ہم آپ کے اعلیٰ پائے کے علمی و ادبی مضامین سے اسی طرح استفادہ کرتے رہیں۔ بہار اندر بہار پیدا کر دینے والا مضمون ہے۔ اختصار سے مگر جامع انداز میں ربوہ سے جڑی ہر چیز کا تذکرہ کر ڈالا ہے۔

فہرست نمائندگان روزنامہ الفضل آن لائن لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روزنامہ الفضل آن لائن کی ترقی و ترویج کے لئے نمائندگان میں ازسرنو تجدید فرمائی ہے اور درج ذیل افراد کو اپنے اپنے ملک کے لئے نمائندہ بھی مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک کرے اور مقبول خدمات کی توفیق دے۔ آمین

اعلان ہذا کے ذریعہ آپ کو اطلاع دینے کے علاوہ ادارہ الفضل کی طرف سے الگ طور پر آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے اور کوشش ہے کہ ایڈیشنل وکالت تبشیر لندن کے ذریعہ بھی امرائے کرام کو اطلاع کر دی جائے۔

(ابوسعید۔ ایڈیٹر)

براعظم یورپ

نام ملک	نمائندہ
برطانیہ	مکرم داؤد احمد قریشی۔ مبلغ
〃	مکرم عامر محمود ملک
〃	مکرم سلیم الحق ایڈووکیٹ
〃	مکرم رفیق احمد جاوید
〃	مکرم سید طاہر احمد۔ ہیومنٹی فرسٹ
جرمنی	مکرم لئیق احمد بلال۔ مبلغ
〃	مکرم مقصود احمد علوی
〃	مکرم صفوان احمد ملک
〃	مکرم نفیس احمد عتیق۔ مبلغ
〃	مکرم ریاض محمود باجوہ
〃	مکرم قمر احمد ظفر
فرانس	مکرم مقصود الرحمٰن
〃	مکرم محمد ادریس شاہد
ہالینڈ	مکرم سعید احمد جٹ۔ مبلغ
〃	مکرم حامد کریم۔ مبلغ
سویڈن	مکرم رضوان احمد افضل۔ مبلغ
بیلجئم	مکرم چوہدری طاہر احمد گل
〃	مکرم افضال توقیر
اسکاٹ لینڈ	مکرم عبد الغفار عابد
آئرلینڈ	مکرم عطاء الرحمٰن خالد۔ مبلغ
ناروے	مکرم یاسر عتیق فوزی۔ مبلغ
آئس لینڈ	مکرم منصور احمد ملک۔ مبلغ
آسٹریا	مکرم محمد اشرف ضیاء۔ مبلغ
یونان	مکرم عطاء النصیر۔ مبلغ
لکسمبرگ	مکرم ظفر اللہ سلام۔ مبلغ
مالٹا	مکرم لئیق احمد عاطف۔ مبلغ
اٹلی	مکرم سید عقیل شاہ۔ مبلغ
سپین	مکرم کلیم احمد کاشمیری۔ مبلغ
فن لینڈ	مکرم مصور شاہد۔ مبلغ
پرتگال	مکرم فضل مجوکہ
ڈنمارک	مکرم اکرم محمود۔ مبلغ
لتھونیا	مکرم احمد فراز
بوسنیا	مکرم محفیظ الرحمٰن
مقدونیہ/سربیا	مکرم وسیم سروعہ۔ مبلغ
البانیہ	مکرم صمد غوری۔ مبلغ
کروشیا	مکرم رانا منور خان۔ مبلغ
لٹویا	مکرم بشارت احمد شاہد
اسٹونیا	مکرم عبد الواسع
سلوینیا	مکرم طٰہٰ چوہدری
بلغاریہ	مکرم جواد الدین عفان
ہنگری	مکرم عطا الوحید منعم
پولینڈ	مکرم منیب احمد چٹھہ
رومانیہ	مکرم فہیم الدین ناصر
جارجیا	مکرم جواد احمد بٹ
کوسووو	مکرم جناح الدین
روس	مکرم سید عطاء الواحد رضوی
〃	مکرم صداقت احمد
یوکرائن	مکرم عدنان احمد چیمہ

براعظم ایشیا۔مشرق وسطیٰ۔ وسطی ایشیاء اور مشرقِ بعید

نام ملک	نمائندہ
جاپان، چین، تائیوان، منگولیا	مکرم انیس رئیس
انڈونیشیا	مکرم سیف اللہ مبارک۔ مبلغ
ترکی	مکرم صادق احمد بٹ۔ مبلغ
کوریا	مکرم دلیر احمد خبیر۔ مبلغ
ملائیشیا	مکرم فواد احمد ناصر۔ مبلغ
سنگاپور	مکرم عطاء القدوس۔ مبلغ
بنگلہ دیش	مکرم نوید احمد لیمون۔ مبلغ
اسرائیل، فلسطین	مکرم شمس الدین مالاباری۔ مبلغ
فلپائن	مکرم طٰہٰ علی۔ مبلغ
میانمار	مکرم محمد سالک۔ مبلغ
سری لنکا	مکرم محمد جاوید احمد۔ مبلغ
قزاقستان	مکرم عطاء الرب چیمہ۔ مبلغ
تاجکستان	مکرم محمود احمد انجم۔ مبلغ
قرغستان	مکرم صباح الظفر۔ مبلغ
تھائی لینڈ	مکرم اُنگ گرنیا۔ مبلغ
کمبوڈیا	مکرم فجر صاحب۔ مبلغ

براعظم شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ۔ وسطی امریکہ

نام ملک	نمائندہ
یو ایس اے	مکرم سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ
〃	مکرم لقمان گوندل۔ مبلغ
〃	مکرم سلمان طارق۔ مبلغ
〃	مکرم عدنان بھلی۔ مبلغ
〃	مکرم کرنل بلال احمد
〃	مکرم رانا فرہاد احمد
〃	مکرم قدرت اللہ ایاز
کینیڈا	مکرم غلام مصباح بلوچ۔ مبلغ
〃	مکرم انصر رضا۔ مبلغ
〃	مکرم محبوب الرحمٰن۔ مبلغ
〃	مکرم نجیب اللہ ایاز۔ مبلغ
〃	مکرم نبیل مرزا۔ مبلغ
〃	مکرم ونگ کمانڈر زکریا داؤد
〃	مکرم ڈاکٹر ساجد احمد
میکسیکو	مکرم نعمان رانا۔ مبلغ
فرنچ گیانا	مکرم محمد بشارت شیخ۔ مبلغ
برازیل	مکرم وسیم احمد ظفر۔ مبلغ
کولمبیا	مکرم عبد الستار خان
بولیویا	مکرم عطاء المنان۔ مبلغ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store GET IT ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

نام ملک	نمائندہ
پیراگوئے	مکرم غالب باطن۔ مبلغ
ارجنٹائن	مکرم مروان گل۔ مبلغ
یوروگوئے، چلی	مکرم یوسف خان۔ مبلغ
ایکواڈور	مکرم عبد الباسط خواجہ۔ مبلغ
گیانا	مکرم مقصود احمد منصور۔ مبلغ
سورینام	مکرم لئیق احمد مشتاق۔ مبلغ
جمیکا	مکرم طارق عظیم۔ مبلغ
بلیز	مکرم نوید احمد منگلہ۔ مبلغ
ہیٹی	مکرم قیصر محمود۔ مبلغ
گوئٹے مالا	مکرم عامر نفیس۔ مبلغ
ہنڈرواس	مکرم ظفر اقبال۔ مبلغ
گوادے لوپے	مکرم لقمان باجوہ۔ مبلغ
اٹلانٹا جمیکا	مکرم حماد احمد

براعظم افریقہ

نام ملک	نمائندہ
غانا	مکرم فہیم احمد خادم۔ استاذ جامعہ
\\	مکرم مرزا خلیل احمد۔ استاذ جامعہ
\\	مکرم احسان اللہ دانش۔ مبلغ
\\	مکرم احمد طاہر مرزا۔ مبلغ
نائجیریا	مکرم راجہ اطہر قدوس۔ مبلغ
\\	مکرم خواجہ عبد العظیم۔ مبلغ
سیرالیون	مکرم عبد الہادی قریشی۔ مبلغ
\\	مکرم قاسم طاہر۔ مبلغ
سینیگال	مکرم حافظ مصور احمد مزمل۔ مبلغ
بورکینا فاسو	مکرم چوہدری نعیم باجوہ۔ پرنسپل جامعہ
\\	مکرم مبارک احمد منیر۔ مبلغ
کیمرون، گیبون	مکرم عبد الخالق نیر۔ مبلغ
لائبیریا	مکرم فرخ لودھی۔ مبلغ
\\	مکرم زکریا احمد۔ مبلغ
گیمبیا	مکرم سعید الحسن شاہ۔ مبلغ
گنی کناکری	مکرم طاہر محمود عابد۔ مبلغ
گنی بساؤ	مکرم احسن سمین۔ مبلغ
مالی	مکرم واصف شہزاد۔ مبلغ
نائیجر	مکرم اسد مجیب۔ مبلغ
ٹوگو	مکرم عرفان احمد ظفر۔ مبلغ
چاڈ	مکرم خلیل احمد خان۔ مبلغ
ماریشس	مکرم مجیب احمد منیر۔ مبلغ
مایوٹ	مکرم اسامہ جوئیہ۔ مبلغ
کونگو کنشاسا	مکرم شاہد محمود خان۔ مبلغ
کونگو برازویل	مکرم محمد سعید۔ مبلغ
کینیا، ایتھوپیا	مکرم شیخ عدنان ہاشمی
یوگنڈا	مکرم رشید نوید۔ مبلغ
تنزانیہ	مکرم ڈاکٹر فضل الرحمن
\\	مکرم عابد محمود۔ جامعہ احمدیہ
بینن	مکرم مرزا فرحان بیگ۔ مبلغ
\\	مکرم میاں قمر احمد۔ مبلغ
لیسوتھو	مکرم محمد احسان نور۔ مبلغ
نمیبیا، زیمبیا	مکرم محمد جاوید۔ مبلغ
زمبابوے	مکرم عبد الواسع عابد۔ مبلغ
جنوبی افریقہ	مکرم منصور زاہد
مڈغاسکر	مکرم مدثر احمد
آئیوری کوسٹ	مکرم عبد النور۔ مبلغ
ساؤتھومے	مکرم انصر عباس۔ مبلغ

براعظم آسٹریلیا

نام ملک	نمائندہ
آسٹریلیا	مکرم محمد امجد ایڈووکیٹ
\\	مکرم نیک محمد۔ وکٹوریہ
\\	مکرم ثاقب محمود عاطف
\\	مکرم مرزا مبارک احمد۔ کوئنز لینڈ
\\	مکرم انجم قیصرانی۔ پرتھ
\\	مکرم میاں مظفر الحق
نیوزی لینڈ	مکرم شفیق الرحمن۔ مبلغ
جزائر ساموُوا	مکرم مستنصر قمر۔ مبلغ
فجی	مکرم طارق رشید
طوالو	مکرم محمد ادریس پراستیا۔ نیشنل صدر
کیریبتی	مکرم فہد احمد۔ مبلغ

چھوٹی مگر سبق آموز بات

اصل تعریف کیا ہوتی ہے؟

آنحضرت ﷺ کے پاس ہزاروں شاعر آتے اور آپ کی تعریف میں شعر کہتے تھے مگر لعنتی ہے وہ دل جو خیال کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کی تعریفوں سے پھولتے تھے وہ ان کو مردہ کیڑے کی طرح خیال کرتے تھے۔ مدح وہی ہوتی ہے جو خدا آسمان سے کرے۔ یہ لوگ محبت ذاتی میں غرق ہوتے ہیں ان کو دنیا کی مدح و ثنا کی پروا نہیں ہوتی۔

تو یہ مقام ایسا ہوتا ہے کہ خدا آسمان اور عرش سے ان کی تعریف اور مدح کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 338 مطبوعہ 2016ء)

مرسلہ: شیخ آدم سعید۔ کینیڈا

		طلوع فجر	غروب آفتاب
08 نومبر 2021ء			
مکہ مکرمہ	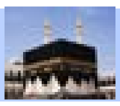	05:09	17:41
مدینہ منورہ	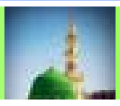	05:13	17:38
قادیان	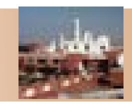	05:27	17:38
ربوہ	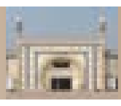	05:07	17:13
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:39	16:25